الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد 24 | جمعۃ المبارک یکم ستمبر 2017ء | 09 ذوالحجہ 1438 ہجری قمری ❁ 01 تبوک 1396 ہجری شمسی | شمارہ 35

دعا نہ کرنے والا

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جو دعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے‘‘۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب فضل الدعاء)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

یہ انسانی عادات میں سے ہے کہ وہ محرومی کی ہواؤں کے چلنے کے وقت خواہشات کا سہارا لیتا ہے۔ مسیح کے رجوع اور حیات کا عقیدہ دراصل عیسائیوں کا تانا بانا اور ان کی مفتریات میں سے ہے تا کہ وہ خواہشات کے ذریعہ اطمینان حاصل کریں اور یہودیوں اور ان کی طعنہ زنی کو دفع کریں۔ رہے مسلمان تو وہ بلاضرورت اس میں داخل ہو گئے اور بغیر جال کے پھنس گئے اور بغیر شیرینی کے زہر کھایا (اور گناہِ بے لذّت کیا) اور جب انہوں نے عیسائی مذہب کے دو میں سے ایک رکن کو قبول کر لیا تو دوسرے رکن یعنی کفّارہ کے انکار کے کیا معنیٰ؟

’’اور یہ انسانی عادات میں سے ہے کہ وہ محرومی کی ہواؤں کے چلنے کے وقت خواہشات کا سہارا لیتا ہے۔ اور جب وہ دیکھتا ہے کہ امید کی کوئی کرن باقی نہیں رہی تو وہ اپنے نفس کو خواہشات سے خوش کرتا ہے۔ اور وہ اس چیز کو طلب کرتا ہے جو نہ کبھی ذہنوں میں آئی اور نہ کانوں نے سنی۔ پس کبھی وہ اموال کے ختم ہونے پر کیمیا طلب کرتا ہے اور کبھی وہ ستاروں کو مسخّر کرنے اور عملیات کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور اسی طرح نصاریٰ کا حال ہے کہ جب ان کو دشمنوں کے قول کی زَد پہنچی اور اس بلا سے راہِ فرار باقی نہ رہی تو جو انہوں نے تراشا سو تراشا اور انہوں نے خواہشات کا سہارا لیا جیسا کہ قیدی و اسیر کی عادت ہے۔ پس انہوں نے یہ دو مذکورہ اصول پھیلا دیئے جیسا کہ تُو دیکھتا اور جانتا ہے۔ اور اندھے ہونے کا پورا حق ادا کیا۔ اور جب عقیدہ نزول مسیح ان کی فطرت کا حصہ بن گیا اور ان کی سوچ اور مزاج کے دھاروں پر قابض ہو گیا تو لامحالہ ان کی ساری توجہ نزول عیسیٰؑ پر مرکوز ہو گئی تا کہ وہ اُن کے دشمنوں کو ہلاک کرے اور انہیں عزت و رفعت کے تختوں پر براجمان کرے۔ پس عیسائیوں کے مختلف فرقوں میں اس عقیدے کے سرایت کر جانے کا یہی سبب ہے۔ اور اسلام میں اُن کی مثال شیعوں میں پائی جاتی ہے۔ پس جب ان پر محرومی کا زمانہ طول پکڑ گیا اور صدیوں تک ان میں کوئی بادشاہ نہ ہوا۔ تو انہوں نے اپنے پاس سے یہ بات گھڑ لی کہ ان کا مہدی غار میں چھپا ہوا ہے اور وہ آخری زمانہ میں نکلے گا اور وہ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرے گا تا کہ انہیں اذیّت دے کر قتل کرے۔ اور حسین ابن علی اگرچہ انہیں یزید کے ظلم سے نہیں بچا سکا لیکن وہ یوم آخر میں اپنے خون سے انہیں عذاب شدید سے بچائے گا۔ اور اسی طرح پر ہر ناکام و نامراد رہنے والے نے یہ جواب گھڑ لیا ہے۔ اور مَیں نے سنا ہے کہ ان فرقوں کی طرح ہندوستانی وہابیوں میں سے ایک فرقہ، اپنے شیخ سید احمد بریلوی کا منتظر ہے۔ اور انہوں نے جنگلوں میں اپنی عمریں اسی انتظار میں گزار دیں۔ پس یہ سب کے سب قابل رحم ہیں کہ ان کے بڑوں میں سے ابھی تک کوئی واپس نہیں لوٹا بلکہ انتظار کرنے والے اُن کے پاس پہنچ گئے اور کتنی ہی حسرتیں دل میں لئے وہ قبروں میں چلے گئے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ان کا مسیح کے رجوع اور حیات کا عقیدہ دراصل عیسائیوں کا تانا بانا اور ان کی مفتریات میں سے ہے۔ تا کہ وہ خواہشات کے ذریعہ اطمینان حاصل کریں اور یہودیوں اور ان کی طعنہ زنی کو دفع کریں۔ رہے مسلمان تو وہ بلاضرورت اس میں داخل ہو گئے اور بغیر جال کے پھنس گئے اور بغیر شیرینی کے زہر کھایا (اور گناہِ بے لذّت کیا) اور جب انہوں نے عیسائی مذہب کے دو میں سے ایک رکن کو قبول کر لیا تو دوسرے رکن یعنی کفّارہ کے انکار کے کیا معنیٰ؟ اور ہم نے یہ تمام امور مفصّل طور پر اس کتاب میں بیان کر دیئے ہیں اور اگر تُو حق کا طالب ہے تو تیرے لئے یہ کافی ہے۔ مسلمانوں میں سے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہونے والے ہیں انہوں نے حق کی پیروی نہیں کی بلکہ وہ گمراہی کی وادی میں سرگرداں پھر رہے ہیں۔ انہیں اس کا کوئی علم نہیں وہ تو صرف تخمینے لگا رہے ہیں۔ کیا انہیں کوئی برہان دی گئی ہے؟ یا انہیں قرآن سے سکھایا گیا ہے جس سے وہ چمٹے ہوئے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ انہوں نے ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی جو اُن سے پہلے گمراہ ہوئے اور اپنے رب کے فرمان کو ترک کر دیا اور وہ کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ اور فرقان حمید نے بیان کیا ہے کہ عیسیٰ فوت ہو گئے اس کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔ کیا وہ مسیح کی آمد کے راز میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر ایسے قُفل ہیں جو اُن کے دلوں ہی کی پیداوار ہیں یا وہ ایسی قوم ہے جو بصیرت نہیں رکھتی۔ یقیناً اللہ نے موسیٰؑ اور ان کے بعد آنے والے انبیاء کو جو اُن میں سے تھے مبعوث کر کے بنی اسرائیل پر احسان کیا۔ پس انہوں نے اپنے نبیوں کی نافرمانی کی۔ ایک فریق کو جھٹلایا اور ایک فریق کو قتل کرنے کے دَرپے ہوئے۔ پس اللہ نے ارادہ کیا کہ ان سے اپنی نعمت چھین لے اور دوسری قوم کو دے دے پھر وہ دیکھے کہ وہ کیسے اعمال کرتے ہیں۔ پس اس نے مثیل موسیٰ کو قوم بنی اسماعیلؑ سے مبعوث فرمایا اور اس کی اُمّت کے علماء کو موسیٰ کلیم اللہؑ کے سلسلے کے انبیاء جیسے بنایا۔ اور اس کے ذریعہ یہود کا غرور توڑ دیا کیونکہ وہ تکبر کیا کرتے تھے۔ اور ہمارے نبیؐ کو وہ سب کچھ دیا گیا جو موسیٰ کو دیا گیا بلکہ اس سے زیادہ۔ اور آپؐ کو اُن کی طرح کتاب اور خلفاء دیئے گئے اور اس طرح اُس نے ظالموں اور متکبروں کے دلوں کو جلایا تا وہ لَوٹ آئیں۔‘‘

(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 7 تا 11۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)........................

نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 02/اگست 2017ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم صداقت احمد صاحب (ابن مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب۔ آلڈرشاٹ۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرم صداقت احمد صاحب (ابن مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب۔ آلڈرشاٹ۔ یوکے)

25 جولائی 2017ء کو ایک حادثہ کے نتیجہ میں 35 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو جماعتی ڈیوٹیوں اور وقار عمل کا بہت شوق تھا۔ لوکل صدر صاحب اور قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کا کہنا ہے کہ آپ کو جب بھی ڈیوٹی کے لئے بلایا جاتا تو حاضر ہو جاتے اور کبھی کوئی بہانہ نہیں کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ یوکے پر وقار عمل میں حصہ لینے کے لئے کئی روز پہلے ہی وہاں پہنچ جایا کرتے تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ تین بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم محمد داؤد ظفر صاحب مربی سلسلہ (رقیم پریس یوکے) کے چھوٹے بھائی تھے۔

نماز جنازہ غائب :

1۔ مکرم نذیر احمد ناصر صاحب (وینکوور۔ کینیڈا)

17 جولائی 2017ء کو 73 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے ربوہ میں تحریک جدید میں کام کیا اور پھر 1975ء میں جاپان چلے گئے۔ وہاں سے 1985ء میں کینیڈا آ گئے۔ آپ چندوں کی ادائیگی میں بڑے باقاعدہ تھے۔ آپ نے سیکرٹری تحریک جدید کے علاوہ مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت سے آپ کو بہت پیار تھا۔ نظام جماعت کا انتہائی احترام کرتے تھے۔ الفضل اور سلسلہ کی کتب کا بڑی باقاعدگی سے مطالعہ کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

2۔ مکرمہ صادقہ پروین صاحبہ (آف قادیان)

11 جون 2017ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم چوہدری فیض احمد صاحب درویش مرحوم کی بیٹی اور مکرم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ مرحوم کی بڑی بہو تھیں۔ آپ نے میاں کی وفات کے بعد بہت صبر وشکر کے ساتھ زندگی گزاری اور بچوں کی بہت عمدہ رنگ میں تربیت کی۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، نظام جماعت کا احترام کرنے والی، بہت نیک، خوش مزاج اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆…☆…☆

☆ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 04/اگست 2017ء بروز جمعۃ المبارک 5 بجے شام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم رانا ناصر احمد خان صاحب (آف والسال۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرم رانا ناصر احمد خان صاحب (آف والسال۔ یوکے)

30 جولائی کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ تقریباً پانچ سال پہلے ربوہ سے یُوکے شفٹ ہوئے تھے۔ آپ کو گگو منڈی (ضلع وہاڑی) میں لمبا عرصہ صدر جماعت، زعیم انصار اللہ اور متعدد عہدوں پر خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔ قرآن کریم سے بہت پیار تھا۔ آجکل قرآنی حوالہ جات پر کتاب لکھ رہے تھے۔ بہت مخلص نیک اور دعا گو انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم رانا ریاض احمد صاحب شہید (آف لاہور) اور مکرم رانا ارسال احمد صاحب (نائب پرنسپل جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ) کے ماموں تھے۔

نماز جنازہ غائب :

1۔ مکرم نسیم احمد صاحب (گھڑی ساز۔ ربوہ)

13 جون 2017ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو محلہ نصرت آباد اور دارالعلوم میں زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ بہت نیک، مخلص اور شریف النفس انسان تھے۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔

2۔ مکرمہ مبارکہ اختر صاحبہ (بنت مکرم خواجہ عبد العزیز صاحب آف دتیال ضلع میرپور آزاد کشمیر)

15 جولائی 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے نانا حضرت خواجہ عطا محمد صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ مرحومہ کو اپنے گاؤں دتیال میں رہتے ہوئے اردگرد کے چار دیہات کے بچوں کو پچاس سال سے زیادہ عرصہ قرآن کریم پڑھانے کا موقعہ ملا۔ آپ غریبوں اور مستحق طلباء کی دل کھول کر مدد کیا کرتی تھیں۔ نظام جماعت اور خلافت سے والہانہ لگاؤ تھا۔ کسی مخالف کو جماعت کے خلاف بات نہیں کرنے دیتی تھیں۔ اپنے بچوں کی تربیت بھی احسن رنگ میں کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم صوفی محمد ابراہیم صاحب (ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ) کی بھانجی، مکرم جمیل الرحمان رفیق صاحب (وکیل التصنیف ربوہ) کی خالہ زاد بہن اور مکرم ڈاکٹر نعیم احمد طاہر صاحب (صدر قضاء بورڈ جرمنی) کی خوشدامن تھیں۔

3۔ مکرم نوازش علی وڑائچ صاحب (ابن مکرم محمد ظفر صاحب۔ ربوہ)

11 جولائی 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 1973ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ہاتھ پر دستی بیعت کی سعادت حاصل کی۔ 1976ء میں آنریری معلمین کورس میں حصہ لیا۔ بھلوال میں مسجد کی تعمیر کے دوران بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔ مخالفین نے جب احمدیوں کو اپنے قبرستان میں دفنانے سے انکار کیا تو آپ خود کئی میتوں کو اپنے خرچ پر بھلوال سے ربوہ لاتے رہے۔ ان کے غسل، کفن اور تدفین کا بھی انتظام کرتے۔ بعد ازاں متعلقہ انتظامیہ سے احمدیوں کے الگ قبرستان کی زمین لینے کے لئے مطلوبہ کارروائی کی۔ مسجد پر کلمہ لکھنے پر پولیس نے آپ کی راست بازی اور دلیری سے متاثر ہو کر آپ کو باعزت بری کر دیا۔ سیالکوٹ میں مسجد کی دوبارہ تعمیر اور مرمت کے لئے جماعتوں میں جا کر چندہ اکٹھا کیا اور اپنی ذاتی زمین بیچ کر خادم مسجد کے لئے گھر تعمیر کروایا۔ آپ کو بھلوال میں صدر جماعت کے علاوہ سیالکوٹ اور ربوہ میں بھی مختلف جماعتی خدمات کی توفیق ملی۔ ربوہ قیام کے دوران آپ کو حفاظت مرکز کے علاوہ لنگر خانہ، لجنہ ہال، مساجد، جماعتی گرلز سکولز اور دفتر اصلاح وارشاد ربوہ میں ڈیوٹیاں دینے کی توفیق ملی۔ باجماعت نمازوں کے پابند اور چندہ جات ودیگر مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ جماعت کے ساتھ گہرا تعلق رکھنے والے بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ ضرورت مندوں اور غریبوں کی دل کھول کر مدد کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆…☆…☆

☆ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 10/اگست 2017ء بروز جمعرات دوپہر 12 بجے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم عبد القیوم صاحب (ابن مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب۔ آلڈرشاٹ۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرم عبد القیوم صاحب (ابن مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب۔ آلڈرشاٹ۔ یوکے)

7/اگست کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پیدائشی طور پر قوت گویائی اور سماعت سے محروم تھے۔ بہت ملنسار، سب سے محبت کرنے والے اور جماعتی پروگراموں میں بڑے شوق سے حصہ لینے والے بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب :

1۔ مکرمہ سیّدہ امۃ اللطیف صاحبہ۔ ٹورانٹو۔ کینیڈا (بنت مکرم سیّد محمد عبد الرزاق شاہ صاحب مرحوم)

29 جولائی 2017ء کو 73 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، صدقہ وخیرات میں حصہ لینے والی، غریب پرور اور نیک خاتون تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔

2۔ مکرمہ امین اختر صاحبہ۔ آف جرمنی (اہلیہ مکرم محمد صدیق صاحب۔ سابق ہیڈ ماسٹر۔ دارالعلوم جنوبی ربوہ)

9 جولائی 2017ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت ملنسار، غریب پرور، انتہائی خوش اخلاق، خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والی، بے شمار خوبیوں کی مالک، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ ربوہ کے ابتدائی ایام میں اپنے محلہ میں لجنہ کے مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

3۔ مکرمہ مریم بلقیس صاحبہ (سمن آباد۔ لاہور)

یکم اگست 2017ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حافظ قدرت اللہ خان صاحب شاہجہانپوری کی پوتی اور حضرت ڈاکٹر عبد المجید خان صاحب شاہجہانپوری کی بیٹی تھیں۔ آپ کے بیٹے مکرم سیّد مولود احمد صاحب بخاری کو 1974ء میں کوئٹہ میں خنجروں کے وار کر کے شہید کر دیا گیا تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆…☆…☆

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26/اکتوبر 2015ء بروز سوموار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔

پہلا نکاح عزیزہ نور العین قدسیہ مجوکہ بنت مکرم ڈاکٹر مسعود احمد مجوکہ صاحب کا ہے جو عزیزم زبیر شریف احمد ولد مکرم شریف احمد صاحب کے ساتھ پچیس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

دوسرا نکاح عزیزہ ہُما رباب بنت مکرم کاشف محمود صاحب لاہور کا ہے جو عزیزم صہیب احمد ابن مکرم ظہیر احمد صاحب کارکن ایم ٹی اے لندن کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ دلہن کے وکیل ان کے ماموں ظہیر احمد صاحب ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

دعا کریں اللہ تعالیٰ کرے یہ آج قائم ہونے والے رشتے ہر لحاظ سے بابرکت ہوں، ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہوں، اور ان سے آئندہ احمدیت کی نیک نسلیں پیدا ہونے والی ہوں۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆…☆…☆

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ : تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک : پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 463

مکرم محمد سلمان صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم محمد سلمان صاحب آف سیریا حال جرمنی کے احمدیت کی طرف سفر کا کچھ احوال نذرِ قارئین کیا تھا۔اس قسط میں مزید کچھ واقعات بیان کئے جائیں گے۔

والدہ صاحبہ کی نصیحت پر عمل

مکرم محمد سلمان صاحب بیان کرتے ہیں کہ :

میری والدہ نے ہر چند مجھے احمدیت کے بارہ میں تحقیق کرنے سے روکنے کی کوشش کی لیکن جب انہوں نے اس بارہ میں میرا عزمِ صمیم دیکھا تو مجھ سے کہا کہ تمہاری تحقیق کا جو بھی نتیجہ نکلا اس کی ذمہ دار مَیں قرار پاؤں گی۔سب مجھے ہی الزام دیں گے کہ اس نے اپنے بچے کی صحیح تربیت نہیں کی۔ کیا تم یہی چاہتے ہو کہ تمہاری وجہ سے میری تمہارے والد سے علیحدگی ہو جائے؟ مجھے اپنے والدین سے بہت محبت ہے اور ہمارے خاندان میں مل جل کر رہنے کی نہ صرف تلقین کی جاتی ہے بلکہ اس پر بہت زور دیا جاتا ہے۔والدہ صاحبہ کے مذکورہ جملوں کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا اور مَیں نے کہا کہ میں اپنے خاندان کی ایسی تباہی کا سبب نہیں بنوں گا۔میری کمزوری کو محسوس کرتے ہوئے والدہ صاحبہ نے نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ تم ابھی چھوٹے ہو، ابھی ایسے فیصلے نہ کرو۔کم از کم اپنے اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچنے کا تو انتظار کرلو تا کہ تمہاری عقل کسی قدر پختہ ہوجائے اور تم اپنے نفع نقصان کا صحیح طرح اندازہ کرکے بہتر فیصلہ کرسکو۔اور میرا اندازہ ہے کہ اس عرصہ میں تمہیں اس جماعت کی حقیقت کا بھی پتہ چل جائے گا۔کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ اکثر متشدد تنظیموں کی اٹھان اسی طرح اچھے اچھے خیالات اور امن وسلامتی کی باتوں سے ہوتی ہے جس کی وجہ سے لوگ ان میں شامل بھی ہوجاتے ہیں لیکن اچانک ان سے ایسے اعمال سرزد ہونے شروع ہوجاتے تھے جن سے ان کی اصلیت ظاہر ہونے لگتی ہے۔

والدہ صاحبہ کی بات میں وزن تھا اور مَیں نے سوچا کہ سرِ دست ان کے مشورہ پر عمل کرنا ہی مناسب ہے۔

شاید یہاں پر یہ بات بیان کرنا ضروری ہوگا کہ میری عمر کے بچوں کے بارہ میں عمومی طور پر ہمارے معاشرے میں یہی تاثر تھا کہ وہ گہرائی میں جا کر عقائدی امور کا مطالعہ کر کے کسی نتیجہ پر پہنچنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مجھے اس کی توفیق عطا فرمائی تھی۔اس کے باوجود مَیں نے والدہ صاحبہ کی بات مان لی اور سوچا کہ شاید اگلے کچھ عرصہ میں ایسی باتیں دیکھنے کو ملیں جو ہوسکتا ہے کہ میرے فیصلہ پر اثر انداز ہو جائیں۔چنانچہ میں نے والدہ صاحبہ سے وعدہ کر لیا کہ اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے میں کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا۔تاہم میں اس وقت تک اپنی تحقیق جاری رکھوں گا اور اٹھارہ سال کی عمر میں مناسب فیصلہ کروں گا۔

گم گشتہ متاع!

اس کے بعد میں نے ایم ٹی اے العربیہ باقاعدگی کے ساتھ دیکھنا شروع کر دیا۔اس کے دوران اگر میرے ذہن میں کوئی سوال پیدا ہوتا تو میں اس کو الگ کاغذ پر لکھ لیتا اور پھر جب میں اپنے خالہ زاد سے ملتا تو تمام سوالات اس کے سامنے رکھتا اور اکثر اس کے جواب سے میری تسلی ہوجاتی۔ میں نے بہت کچھ سیکھا اور اس دوران نہ جانے کہاں سے اس جماعت کی محبت رفتہ رفتہ میرے دل میں گھر کرنے لگی۔

ایک روز میں سکول سے واپس آ رہا تھا کہ راستے میں ایک بُک سٹال پر قادیانیت کے عقائد کے بارہ میں ایک کتاب دیکھ کر میں نے کہا کہ میری گم گشتہ متاع مل گئی ہے۔ قیمت دیکھی تو وہ میری پہنچ سے باہر تھی۔ میں نے کہا کہ یہ کتاب کئی علماء کی سالہا سال کی تحقیق کا خلاصہ ہوگی، نیز اس کا مؤلف بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص تھا اور اس کے نام کے ساتھ ڈاکٹر کا لفظ بھی لگا ہوا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے جڑواں بھائی سے بات کی اور ہم نے اپنے جیب خرچ سے رقم جمع کرنے کے بعد وہ کتاب خرید لی۔ بُکسٹال کے مالک نے کسی قدر حیران ہوتے ہوئے مجھ سے اس کتاب کو خریدنے کا سبب پوچھا کیونکہ میری عمر کے بچے کی اس قسم کی کتاب میں دلچسپی اس کے لئے حیران کُن تھی۔ پھر میرے جواب کا انتظار کئے بغیر ہی اس نے احمدیت کے خلاف بکواس شروع کر دی۔ میں نے اس سے کتاب لی اور اس سے بحث کئے بغیر لَوٹ آیا۔ میرا خیال تھا کہ اس کتاب میں مجھے ایسے دلائل مل جائیں گے جن کے ذریعہ میں اپنے خالہ زاد کو لاجواب کردوں گا اور یوں یہ موضوع ہمیشہ کے لئے ٹھکانے لگ جائے گا۔

گھر پہنچ کر میں نے کتاب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ ابتدا میں ہی مؤلف نے لکھا ہے کہ وہ اس کتاب میں قادیانیت اور بہائیت کے عقائد کا ردّ کرے گا۔اس بات نے میرے یقین کو مزید تقویت دی کہ کتاب کا مؤلف کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ وہ مختلف ادیان اور فرقوں کے عقائد کے بارہ میں گہرا علم رکھتا ہے۔

اس نے ’’قادیانیت‘‘ کے عقائد بیان کرنا شروع کئے تو لکھا تھا کہ قادیانی منشّیات کو حلال قرار دیتے ہیں، بہن بھائیوں کے مابین شادی کو جائز سمجھتے ہیں۔ نیز ان کا خدا عام انسانوں کی طرح مختلف عوارض کا شکار ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔الغرض افتراء ات کی ایک لمبی لسٹ تھی جسے پڑھ کر میں ورطۂ حیرت میں ڈوب گیا۔گو مجھے معلوم تھا کہ اس جماعت پر بہت سے جھوٹے الزامات بھی لگائے جاتے ہیں لیکن پڑھے لکھے طبقے کا ان امور میں ملوّث ہونا میرے وہم وگمان میں بھی نہیں آیا تھا۔ جب میں نے دیکھا کہ ان صفحات میں سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں ہے تو مجھے اپنی خرچ کی ہوئی رقم پر افسوس ہونے لگا۔ تاہم میں نے کہا کہ اب میں روزِ محشر خدا تعالیٰ کے سامنے یہ عرض کر سکوں گا کہ میں نے ہر طور اس جماعت کے بارہ میں تحقیق کی کوشش کی لیکن مجھے جماعت کے مخالفین کی کذب بیانی نے جماعت کی سچائی کے اعتراف پر مجبور کر دیا۔ ایسی صورت میں اگر میں غلطی پر بھی نکلا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے گا۔

زندگی کے بہترین ایام

دن گزرتے گئے اور ہم دونوں بھائیوں نے F.A. کرلیا، ہمارے نمبر اچھے آ گئے اور ہمیں انجینئرنگ میں داخلہ مل گیا۔لیکن انجینئرنگ کی پڑھائی شروع کرنے سے قبل مَیں اٹھارہ سال کا ہوگیا تھا اور یہی وہ وقت تھا جب مجھے جماعت احمدیہ کے بارہ میں اپنا وعدہ پورا کرنا تھا۔اور اس بار میں اکیلا نہ تھا بلکہ میرا جڑواں بھائی بھی میرے ساتھ تھا۔اس عرصہ میں سیریا کے حالات کی خرابی کے باعث میرے خالہ زاد نے سیریا کو خیر باد کہہ کر گھانا میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ اس نے ہمیں جماعت کی ویب سائٹ کے بارہ میں بتایا تھا۔ چنانچہ ہم دونوں بھائیوں نے اس ویب سائٹ پر موجود مواد کا مطالعہ کرنا شروع کیا اور اس پر موجود ایم ٹی اے کے پروگرامز کو ڈاؤن لوڈ کر کے سننا شروع کر دیا۔ہمیں گھر میں اس کی کھلم کھلا اجازت نہ تھی اس لئے یہ تحقیق خفیہ طور پر ہی جاری تھی۔تھوڑے عرصہ میں ہی ہم نے الحوار المباشر اور دیگر کئی پروگراموں کی ایک معقول تعداد سے استفادہ کرلیا تھا۔ میں ان ایام کو کبھی نہیں بھلا سکتا کیونکہ ہر روز ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا تھا، نئی نئی باتیں اور دلائل سیکھنے کے بعد ہماری حالت دن بدن بدلتی جارہی تھی۔شاید یہ کہنا مناسب ہو کہ ہمیں یقین ہوچلا تھا کہ احمدیت ہی اسلام کا حقیقی چہرہ پیش کرنے والی جماعت ہے اور اسکے عقائد دلوں کو موہ لینے والے اور جادوئی اثر لئے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ روحانی اعتبار سے یہ ہماری زندگی کا بہترین عرصہ تھا۔

شیطان کا حملہ

اس ایمان افروز مرحلہ میں اچانک مجھے ایک وسواس نے آلیا۔ میں نے سوچا کہ شاید میرا برین واش ہوچکا ہے کیونکہ جن نوجوانوں کو مختلف متشدد تنظیمیں دھوکہ دیتی ہیں ان کا بھی یہی حال ہوتا ہے کہ وہ ان متشدد تنظیموں کے عقائد کو ہی حقّ مبین اور صحیح دین تصور کررہے ہوتے ہیں۔ یہ سوچ کر مَیں دوبارہ پریشانی اور اضطرابی کیفیت کا شکار ہوگیا۔ میں نے کہا اب اس کا حل یہی ہے کہ میں ہر فرقہ کے عقائد کا مطالعہ کروں اور پھر سب کے مابین موازنہ کر کے فیصلہ کروں کہ کیا میرا انتخاب درست ہے یا نہیں۔

مخالفین نے قبول حق پر مجبور کر دیا!

کچھ روز کے بعد میں نے انٹرنیٹ کھولا اور اپنی اضطرابی کیفیت کا حل تلاش کرنے لگا۔ مجھے یاد آیا کہ کچھ عرصہ قبل عرب دنیا میں ایک چینل کھلا تھا جس کا ہدف شیعوں کے عقائد کو نشانہ بنانا تھا۔ اس میں بعض علماء شیعوں کی کتب سے ہی ان کے عقائد کے خلاف بعض نصوص پڑھتے اور پھر اسی مضمون کا شیعوں کے علماء کی زبانی کوئی ویڈیو کلپ بھی چلاتے۔ یہ یاد آتے ہی میں نے کہا کہ اب زمانہ بدل گیا ہے اور آج کل مختلف طبقہ ہائے فکر کے علماء کے ویڈیو خطابات کے کلپس کو پیش کر کے اس کے بالمقابل ویڈیو ریکارڈنگ کے ساتھ جواب دیا جاتا ہے ۔یوں گویا یہ مناظرہ کی ایک جدید صورت بن گئی ہے۔ یہ سوچتے ہی میں نے سرچ انجن میں قادیانیت لکھ کر تلاش کی تو پہلے نتیجہ کے طور پر مشہور عرب مولوی شیخ العریفی کی قادیانیت کے بارہ میں گفتگو کی ویڈیو سامنے آ گئی۔ میں نے کہا کہ یہ تو بہت بڑا عالم ہے اور یہ جماعت احمدیہ کی کتب سے لی گئی نصوص کی تصویر سکرین پر دکھائے گا اور پھر جماعت کے علماء کے ویڈیو بیانات کے کلپس پیش کرکے ان کی غلطی کو ثابت کرے گا اور پھر اس کا مدلّل طور پر ردّ کرتے ہوئے اس جماعت کی حقیقت کو طشت از بام کردے گا۔

یہ سوچ کر جب مَیں نے ویڈیو آن کی تو اسے دیکھ کر مجھے اس سے بھی زیادہ دھچکا لگا جتنا مجھے ’قادیانیت‘ کے بارہ میں کتاب پڑھ کر لگا تھا۔ کیونکہ اتنا بڑا عالم دین میرے سامنے طوطے کی طرح رٹے رٹائے الزامات پڑھ کر محض آواز کے زور سے احمدیت کا بطلان ثابت کرنے کی کوشش کررہا تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر احمدی منشیات کو حلال قرار دیتے ہیں اور بہن بھائی کی شادی کو جائز قرار دیتے ہیں، نیز خدا سے انسانوں والی یا اس سے بھی کم تر صفات منسوب کرتے ہیں تو یہ عقائد ان کی کتب میں لکھے ہونے چاہئیں اور ان کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ان کی طرف سے کچھ دلائل بھی دیئے جانے چاہئیں ورنہ کیا لوگ پاگل ہیں کہ ایسی باتیں مان کر احمدیت میں داخل ہوتے جاتے ہیں؟! اور پھر اس میں کونسی مشکل پیش آتی ہے کہ کسی احمدی سے کہا جائے کہ اپنے عقائد کو بیان کرو اور اس کی ویڈیو بنالی جائے تا کہ واقعی لوگوں کو یقین ہوجائے کہ احمدیوں کے یہی عقائد ہیں اور ان کے بارہ میں علماء کی باتیں محض سنی سنائی حکایتیں نہیں۔

لیکن ان تمام معقولی امکانات کے برعکس عالم دین صاحب بغیر کسی شرم کے جماعت کے سفلہ مخالفین کی کتب میں مذکور افتراء ات کو جماعت کی طرف منسوب کر کے بیان کرتے جارہے تھے۔مخالفین کی کذب بیانی اور جھوٹ کی یہی دلیل کافی تھی کہ جن امور کو وہ احمدیت کی طرف منسوب کررہے تھے اگر وہ حقیقت میں جماعت کے عقائد تھے تو ایسے عقائد کو ردّ کرنے کی کسی کو ضرورت نہیں رہتی کیونکہ محض پاگل اور احمق لوگ ہی ایسے امور کو قبول کریں گے اور ان کے قبول کرنے سے کسی کا کوئی نقصان نہیں ہوگا بلکہ فائدہ ہی ہوگا کہ اس قماش کے لوگوں سے اسلام صاف ہوجائے گا۔

الغرض عالم دین صاحب کی ویڈیو دیکھ کر میرا سر شرم سے جھک گیا کیونکہ اس میں جماعت کی کسی کتاب کے کسی صفحہ کی کوئی تصویر پیش نہ کی گئی تھی اور جماعت کے کسی ٹی وی پروگرام کو پیش کر کے اس پر تبصرہ نہ کیا گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر ان علماء کا یہ حال ہے جنہوں نے عمریں دینی علوم کی تحصیل میں فنا کردی ہیں تو عامّۃ الناس کی حالت کیا ہوگی؟ بغیر کسی شرم کے جھوٹ کو نقل کرتے جانے کی کونسا دین اجازت دیتا ہے؟ صداقت اور امانت کہاں ہے جو ہمارے دین کے بنیادی دروس میں شامل ہیں؟

میں نے کہا کہ اگر جماعت کے مخالف علماء کے پاس کوئی معقول بات ہوتی تو وہ ضرور پیش کرتے اور انہیں شرمناک حیلوں کا سہارا نہ لینا پڑتا۔ بالآخر میں نے ویڈیو بند کردی اور فیصلہ کر کے خدا کو حاضر ناظر جان کر کہا کہ یہ جماعت سچی ہے اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی سچے مسیح موعود وامام مہدی ہیں۔

یوں مولویوں کی کذب بیانی نے میری تحقیق کا سفر مختصر کردیا اور مجھے شک کے پُرخار سفر سے نکال کر بسرعت یقینِ کامل کی منزل تک پہنچا دیا۔

اس حالت میں مجھے آیت کریمہ: **وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ** بہت یاد آئی۔

(باقی آئندہ)

بدعات اور رسم و رواج سے اِعراض

(امۃ النصیر بشریٰ چوہدری۔ جرمنی)

سنت الٰہی ہے کہ ہر زمانہ میں اس کے فرستادے دنیا میں ہدایت اور رہنمائی کے لئے آتے رہے ہیں۔ آج سے چودہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر تمام بنی نوع انسان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی سے منور کر دیا۔ آپؐ کے احسانوں میں سے ایک احسان یہ بھی ہے کہ آپؐ نے دنیا کو رسم و رواج کے طوق سے آزاد کر دیا۔ مگر آج کے دور میں وہی رسم و رواج پھر جڑ پکڑ گئے ہیں۔ لوگ اسلامی تعلیم کو بھول کر دیگر مذاہب کی مشرکانہ رسوم کو اپنا کر نہ صرف خود بلکہ اردگرد معاشرے کے لوگوں کو بھی متأثر کر رہے ہیں۔ اب اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر آپؑ کے ذریعہ سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا آغاز فرما دیا۔ آپؑ نے شریعت حقّہ اسلامیہ کو از سرِ نو قائم کیا۔ تمام بدرسوم کی نشاندہی کر کے اس کے خلاف جہاد کیا اور امّت مسلمہ کی صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی فرمائی۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡتَرِىۡ لَهۡوَ الۡحَدِيۡثِ لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ○ (سورۃ لقمان: 7)

اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو بیہودہ بات کا سودا کرتے ہیں تاکہ بغیر کسی علم کے اللہ کی راہ سے گمراہ کر دیں اور اُسے تمسخر بنالیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رُسوا کر دینے والا عذاب (مقدر) ہے۔

(ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

بدعت کا لغوی مفہوم

لغوی اعتبار سے ’’بدعت‘‘ کے معانی نئی چیز کے ہیں۔ یعنی دین میں کوئی نئی چیز داخل کرنا جس کا دین سے تعلق نہ ہو۔ چنانچہ ہر رسم بدعت ہے۔ اسلام اور بدعات دو الگ الگ راستے ہیں۔ بدعات کو اپنانے سے انسان شرک میں مبتلا ہو کر خدا سے دور اور اس کی ناراضگی کا مورد ٹھہرتا ہے۔ اس بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

’’...اب مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریق محمد (ﷺ) کا طریق ہے۔ بدترین فعل دین میں نئی نئی بدعات کو پیدا کرنا ہے۔ ہر بدعت گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔۔۔‘‘

(مسلم کتاب الجمعۃ بان تخفیف الصلوٰۃ و الخطبۃ بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث 157 صفحہ 224 ایڈیشن 2015ء)

روزمرہ کی خوشی کی تقاریب مثلاً شادی بیاہ، عقیقہ، یوم پیدائش وغیرہ کے مواقع پر اکثر لوگوں نے رسوم اور بدعات اختیار کر لی ہیں۔ اس بارہ میں جو اسلامی تعلیمات ہیں ان کی مکمل معلومات حاصل کرنی چاہئیں۔ رسومات کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء نے جو رہنمائی فرمائی خاکسار اس کا مختصر ذکر کرتی ہے۔

عقیقہ

عقیقہ شرعی حکم ہے لیکن رسوم کی زد میں آکر شرعی حیثیت کی طرف اکثر لوگوں کا دھیان نہیں بلکہ عقیقہ کے نام پہ دعوتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ذات برادری میں اونچا نظر آنے کے لئے بڑھ چڑھ کر خرچ کرنے کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔ غرض عقیقہ جب رسم بنا تو شریعت سے زیادہ اس نے نمود و نمائش کی شکل اختیار کر لی۔ بچہ کی پیدائش پر خوشی ایک فطری بات ہے۔ اس موقع پر خوشی کا اظہار ایسے ہو جس میں خدا اور نیکی کی طرف توجہ پھرے۔ چنانچہ فقہ احمدیہ میں لکھا ہے کہ:

بچہ کی پیدائش پر ساتویں روز سر کے بال اتروانا اور ان بالوں کے برابر چاندی یا سونا بطور صدقہ دینا، نام رکھنا، اور عقیقہ کرنا مسنون ہے۔ حدیث میں اس کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ عقیقہ سے مراد جانور کا ذبح کرنا ہے۔ لڑکے کی صورت میں دو بکرے یا دُنبے اور لڑکی کی صورت میں ایک بکرا یا دُنبہ وغیرہ ذبح کرنا چاہئے۔ جانور اچھی عمر کا موٹا تازہ ہو۔ گو اس کے لئے عمر کی وہ شرط لازمی نہیں جو قربانی کے جانور کے لئے ہے۔ عقیقہ کا گوشت انسان خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے دوست احباب اور رشتہ داروں کو بھی دے سکتا ہے۔ پکا کر دعوت بھی کر سکتا ہے۔ غریبوں کو بھی اس میں حصّہ دینا چاہئے۔ اگر بامر مجبوری دو جانور ذبح نہ کر سکے تو ایک پر بھی کفایت کر سکتا ہے۔

(’’فقہ احمدیہ‘‘ حصّہ عبادات صفحہ 182/ ایڈیشن 2004ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال ہوا عقیقہ کس دن کرنا چاہئے؟ فرمایا:۔ ’’ساتویں دن۔ اگر نہ ہو سکے تو پھر جب خدا تعالیٰ توفیق دے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 441 تا 442/ ایڈیشن 2010ء)

سالگرہ منانا

ایک یہ رسم ہے کہ ہر سال تاریخ پیدائش پر سالگرہ کی صورت میں منائی جاتی ہے۔ دعوتوں کا اہتمام ہوتا ہے۔ تحفے تحائف پیش کئے جاتے ہیں اس پر بہت سارا روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ بدعت اور رسم ہے اس سے اجتناب بہتر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک مرتبہ سالگرہ کے بارہ میں سوال کیا گیا تو آپؒ نے فرمایا:

’’جب ایک رسم کو بطور رسم کے ترک کرنا ہو تو پھر انفرادی بحث نہیں رہا کرتی کہ کسی کی کیسی نیت ہے اور کیا ہے... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش کا دن نہ آپؐ نے منایا، نہ صحابہ نے۔ نہ خلفاء کی پیدائش کا دن منایا گیا۔ آپ شاید یہ عذر کریں کہ اس زمانہ میں یہ باتیں تھیں نہیں۔ پھر یہ زمانہ آ گیا۔ اس میں حضرت مسیح موعودؑ بطور حَکَم کے تشریف لائے، سنت کو اپنے عمل میں زندہ کر کے دِکھایا۔ اب تو وہ زمانہ ہے جبکہ یہ رسمیں منائی جا رہی ہیں۔ آپؑ کی کیوں برتھ ڈے نہیں منائی گئی۔ کیوں خلفاء میں سے کسی کی برتھ ڈے نہیں منائی گئی۔ مجھے تو یاد بھی نہیں ہوتا کہ آج برتھ ڈے ہے۔ کبھی کسی کا فون آ جائے اتفاق سے تو پتا چلتا ہے۔ تو یہ فضول باتیں ہیں۔ خوشیوں کے اور بھی طریقے ہیں۔ آمین منانے کا کتنا اچھا طریق رائج ہوا ہے۔ یہ سنّتِ حسنہ ہے جو دین میں داخل ہوئی ہے اس سنت حسنہ سے فائدہ اُٹھائیں۔ بچوں میں قرآن کریم کا شوق ہو گا اور وہ جب سج دھج کے تیار ہو کے قرآن پڑھنے آئیں گے پھر آپ دعوت کریں تو آپ کے سارے شوق اچھی طرح پورے ہو سکتے ہیں۔ اس لئے فضول باتوں کے لئے فضول بہانہ نہ بنائیں۔‘‘

(روزنامہ الفضل 5 اکتوبر/ 2002ء صفحہ 3)

منگنی کے بارہ میں ہدایت

رشتہ طے کرتے ہوئے، ہاں کرنے کی صورت میں کچھ نہ کچھ نشانی کر کے بات طے کر دی جاتی ہے۔ اس موقع پر بڑی بڑی دعوتیں کر کے تقاریب منعقد کرنا سراسر اسلام کی تعلیم کے منافی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’...نسبتوں کی تقریب پر جو شکر وغیرہ بانٹے ہیں۔ دراصل یہ بھی اسی غرض کے لئے ہوتی ہے کہ دوسرے لوگوں کو خبر ہو جاوے اور پیچھے کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔ مگر اب یہ اصل مطلب مفقود ہو کر اس کی جگہ صرف رسم نے لے لی ہے اور اس میں بھی بہت سی باتیں اور پیدا کی گئی ہیں۔ پس ان کو رسوم نہ قرار دیا جاوے بلکہ یہ رشتہ ناطہ کو جائز کرنے کے لئے ضروری امور ہیں۔ یاد رکھو جن امور سے مخلوق کو فائدہ پہنچتا ہے، شرع اس پر ہرگز زد نہیں کرتی کیونکہ شرع کی خود یہ غرض ہے کہ مخلوق کو فائدہ پہنچے۔‘‘

(’’ملفوظات‘‘ جلد دوم صفحہ 310/ ایڈیشن 2010ء)

بڑے بڑے مہر رکھوانا

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا (البقرہ 287)

اس کا خیال مہر میں ضرور ہونا چاہئے۔ خاوند کی حیثیت کو مدّنظر رکھنا چاہئے۔ اگر اس کی حیثیت دس روپے کی نہ ہو تو وہ ایک لاکھ روپے کا مہر کیسے ادا کرے گا...

(’’ملفوظات‘‘ جلد 3 صفحہ 606/ ایڈیشن 2010ء)

مہر بخشوانا

بعض لوگ عورتوں سے مہر بخشوا لیتے ہیں۔ عورتوں کو بھی پتہ ہوتا ہے کہ ملنا تو ہے نہیں اس لیے وہ مفت کا احسان خاوند پر کر دیتی ہیں۔ ایک دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا کہ ’’ایک عورت اپنا مہر نہیں بخشتی‘‘۔ آپؑ نے فرمایا:۔ ’’یہ عورت کا حق ہے اُسے دینا چاہئے۔ اوّل تو نکاح کے وقت ہی ادا کرے ورنہ بعد ازاں ادا کرنا چاہئے۔‘‘

(’’ملفوظات‘‘ جلد 3 صفحہ 606/ ایڈیشن 2010ء)

شادی بیاہ کے موقع پر خشیت و خضوع سے دعاؤں کی تلقین

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

’’نکاح کی رسم تو قریباً تمام قوموں میں ہے اس موقع پر خوشیاں منائی جاتی ہیں یعنی لوگ باجے بجاتے ہیں بعض کئی اور رسوم ادا کرتے ہیں... بعض لوگ ان خوشی کے مواقع پر اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ اور خلاف شریعت افعال بھی شادی بیاہ کے موقع پر کر گزرتے ہیں حالانکہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس پر انسان کو پوری خشیت اور خضوع سے دعاؤں میں لگ جانا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ ان کوتاہیوں اور لغزشوں کو معاف فرماتے ہوئے شادی کے نیک نتائج پیدا کرے۔ ہماری جماعت کو یہ بات خاص طور پر مدّنظر رکھنی چاہئے کہ شادیوں اور نکاحوں کے مواقع پر ان کی حرکات اور ان کے افعال دوسرے لوگوں جیسے نہ ہوں اور وہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جائیں تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان شادیوں کو حقیقی معنوں میں شادیاں بنائے۔‘‘

(خطبہ نکاح فرمودہ 27 ستمبر 1946ء۔ از ’’خطبات محمود‘‘ جلد 3 صفحہ 621 تا 623)

سنت کے مطابق نکاح کئے جائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

’’...مَیں چاہتا ہوں کہ احباب جماعت احمدیہ اور ہمت کریں اور اپنے نکاحوں کو رسوم و بدعات سے الگ کر کے بالکل سُنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کریں تا کہ نکاح کی حقیقی غرض قائم ہو۔‘‘

(از ’’خطبات محمود‘‘ جلد 3 (خطبہ نکاح فرمودہ 13/ مئی 1916ء) صفحہ 20)

نکاح کے بعد ولیمہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہماری قوم میں ایک یہ بھی بدرسم ہے کہ شادیوں میں صدہا روپیہ کا فضول خرچ ہوتا ہے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری میں بھاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور کھانا یہ دونوں باتیں عندالشرع حرام ہیں۔ اور آتش بازی چلانا اور رنڈی بھڑوؤں ڈوم ڈھاریوں کو دینا یہ سب حرام مطلق ہے۔ ناحق روپیہ ضائع جاتا ہے اور گناہ سر پر چڑھتا ہے۔ سو اس کے علاوہ شرع شریف میں تو صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنے والا بعد نکاح کے ولیمہ کرے یعنی چند دوستوں کو کھانا پکا کر کھلا دیوے۔‘‘

(’’ملفوظات‘‘ جلد 5 صفحہ 49/ ایڈیشن 2010ء)

شادی بیاہ کے موقع پر رسم و رواج سے اعراض کے متعلق ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ کینیڈا 7/ جولائی 2012ء کو فرمایا:

’’...جہاں تک رسوم و بدعات کا اور حرص اور لالچ کا سوال ہے یہ ایسی برائیاں ہیں جو گھروں کے سکون کو بھی برباد کرتی ہیں اور معاشرہ کے سکون کو بھی برباد کرتی ہیں۔ پس ایک احمدی عورت کو ان سے بچنا چاہئے۔ رسوم میں آج کل ایک بہت بڑی رسم جس نے بدعت کی شکل اختیار کر لی ہے شادی بیاہ پر بے جا اسراف اور بے انتہا خرچ ہے۔ بعض دفعہ فضول خرچی کی حد تک خرچ ہو جاتے ہیں۔ دلہن کے جوڑوں پر بے انتہا خرچ کیا جاتا ہے... مَیں نے سنا ہے کہ تین تین، چار چار یا پانچ پانچ لاکھ کے جوڑے بنائے جاتے ہیں اور جو بہت کم خرچ کرتے ہیں وہ لاکھ ڈیڑھ لاکھ کے جوڑے بناتے ہیں جو شاید دلہن ایک یا دو مرتبہ زندگی میں پہنتی ہے۔۔۔ پس اس طرف بھی عورتوں کو توجہ کرنی چاہئے۔ خاص طور پر اُن عورتوں کو، لڑکیوں کو جو زیادہ قیمتی جوڑے بنانے کی بے جا خواہش کرتی ہیں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 29 نومبر/ 2012ء صفحہ 2)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں:

’’...بعض رسمیں خاص طور پر پاکستانی اور ہندوستانی معاشرہ میں راہ پا گئی ہیں جن کا اسلام کی تعلیم سے کوئی بھی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ اب بعض رسوم کو ادا کرنے کے لئے اس حد تک خرچ کئے جاتے ہیں کہ جس معاشرہ میں ان رسوم کی ادائیگی بڑی دھوم دھام سے کی جاتی ہے وہاں یہ تصوّر قائم ہو گیا ہے کہ شاید یہ بھی شادی کے فرائض میں داخل ہے اور اس کے بغیر شادی ہو ہی نہیں سکتی۔ مہندی کی ایک رسم ہے۔ اس کو بھی شادی جتنی اہمیت دی جانے لگی ہے۔ اس پر دعوتیں ہوتی ہیں۔ کارڈ چھپوائے جاتے ہیں، سٹیج سجائے جاتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ کئی دن دعوتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے، اور شادی سے پہلے ہی جاری ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ کئی ہفتہ پہلے جاری ہو جاتا ہے۔ اور ہر دن نیا سٹیج بھی سج رہا ہوتا ہے اور پھر اس بات پر بھی تبصرے ہوتے ہیں کہ آج اتنے

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہر احمدی جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل کرتا ہے وہ روحانی اخلاقی علمی اعتقادی بہتری کے لئے ایک عہد کرتا ہے اور اس دور میں جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے کی نعمت سے نوازا ہوا ہے اور جماعتی پروگرام جلسے، خطبات اور سب سے بڑھ کر بیعت کے حوالے سے عالمی بیعت میں تو ایم ٹی اے اور انٹرنیٹ کے ذریعہ لاکھوں احمدی شامل ہوتے ہیں اس لئے ہر وہ احمدی جو پیدائشی احمدی ہے یا خود بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوا ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمیں تو بیعت کے عہد کا پتا نہیں ہے۔ پس اگر ضرورت ہے تو اس چیز کی کہ ہم بیعت کرنے کے بعد اس کی تفصیلات جاننے کی کوشش کریں اور بیعت کے عہد کو سامنے رکھیں۔

اگر ہم جائزہ لیں تو ہمارے اندر بھی ایک قابل فکر تعداد ایسی ہے جو باوجود بیعت کے عہد کے ان باتوں پر عمل نہیں کرتی۔

احمدی وکیلوں کو بھی چاہئے اور فریقین کو بھی کہ وہ اپنے عہد بیعت اور اللہ تعالیٰ کے خوف کو اپنے مفادات پر ترجیح دیں۔

ایک مومن کا کام ہے کہ جھگڑوں کو طُول دینے کی بجائے اپنی ضدوں پر اَڑنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے اندر نرمی پیدا کر کے جماعتی نظام یا قضا میں اپنے معاملات لائیں اور کوشش یہ ہو کہ ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں ہم نے ان غلط فہمیوں یا جائز ناجائز شکایتوں کو دُور کر کے آپس میں پیار اور محبت سے زندگی گزارنی ہے۔

اگر جھگڑوں کو ہم نے احسن رنگ میں نپٹانا ہے تو ضدوں کو چھوڑنے کی ضرورت ہے بلکہ بعض اوقات جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے اگر حق بنتا بھی ہے تو اس حق کے لینے میں دوسرے فریق کو سہولت دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض دفعہ کچھ حد تک حق چھوڑنا بھی پڑ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے رحم اور بخشش کو جذب کرنے کے لئے ہمیں دنیا میں اپنے معاملات میں ایک دوسرے سے نرمی اور رحم کا سلوک کرنا چاہئے نہ کہ صرف سختی اور پکڑ اور صرف اپنے حق کی فکر ہو۔

باہمی لین دین اور قرضوں کے حصول اور ادائیگی کے معاملات میں سچائی اور دیانت سے معاملات طے کرنے اور قضا کے فیصلوں کو تسلیم کرنے اور ضدّوں اور اَناؤں کو چھوڑنے کی بابت قرآن مجید اور احادیث نبویہ ﷺ کے حوالہ سے اسلامی تعلیم کا تذکرہ اور افراد جماعت کو اہم نصائح۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 11؍ اگست 2017ء بمطابق 11؍ ظہور 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

ہر احمدی جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل کرتا ہے وہ روحانی اخلاقی علمی اعتقادی بہتری کے لئے ایک عہد کرتا ہے اور اس دور میں جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے کی نعمت سے نوازا ہوا ہے اور جماعتی پروگرام جلسے، خطبات اور سب سے بڑھ کر بیعت کے حوالے سے عالمی بیعت میں تو ایم ٹی اے اور انٹرنیٹ کے ذریعہ لاکھوں احمدی شامل ہوتے ہیں اس لئے ہر وہ احمدی جو پیدائشی احمدی ہے یا خود بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوا ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمیں تو بیعت کے عہد کا پتا نہیں ہے۔

پس اگر ضرورت ہے تو اس چیز کی کہ ہم بیعت کرنے کے بعد اس کی تفصیلات جاننے کی کوشش کریں اور بیعت کے عہد کو سامنے رکھیں۔ اگر ہم بیعت کی شرائط میں بیان کردہ اخلاقی بہتری کی شرائط کو ہی سامنے رکھیں تو ہمارے اخلاقی معیار، معاشرتی تعلقات، کاروباری معاملات اور روزمرّہ کے لین دین کے معاملات، گھریلو اور عائلی معاملات، ان سب میں ایک غیر معمولی بہتری اور بلندی پیدا ہو سکتی ہے۔ لیکن ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو ان معیاروں سے بھی بہت دُور ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس تعلق سے اپنی شرائط میں جن باتوں کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔ مثلاً کہ جھوٹ نہیں بولنا، ظلم نہیں کرنا، خیانت سے بچنا ہے۔ نفسانی جوشوں سے مغلوب نہیں ہونا۔ عام دنیا کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں کی وجہ سے ہاتھ یا زبان سے تکلیف نہیں دینی۔ تکبر نہیں کرنا۔ عاجزی اختیار کرنی ہے۔ ہمیشہ خوش خلقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے زندگی بسر کرنی ہے۔ عموماً بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرنی ہے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564-563)

ہم اگر ان باتوں پر توجہ دیں تو جیسا کہ مَیں نے کہا ہم نہ صرف اخلاق کے اعلیٰ معیار حاصل کر سکتے ہیں بلکہ ان کی بلندیوں کو چھو سکتے ہیں۔ اپنے اخلاق کے معیار بڑھا سکتے ہیں، اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر ہم جائزہ لیں تو ہمارے اندر بھی ایک قابل فکر تعداد ایسی ہے جو باوجود بیعت کے عہد کے ان باتوں پر عمل نہیں کرتی۔ جب تک ہم ذاتی طور پر ایسی صورتحال سے نہیں گزرتے جہاں ہمیں اپنے حقوق قربان کر کے یا اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر اپنے اعلیٰ اخلاق کو اختیار کرنا ہو، ہم بڑے زور و شور سے یہ کہتے ہیں کہ یقیناً ان اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہمیں کرنا چاہئے اور جو یہ نہیں کرتا وہ بڑا ظلم کرتا ہے۔ لیکن جب ہم براہ راست متأثر ہو رہے ہوں تو ہم میں سے اکثریت ان اخلاق کو بھول جاتی ہے۔ اگر ضرورت پڑتی ہے تو اپنی بات کو اس طرح توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں کہ اس میں سچائی نہیں رہتی بلکہ وہ جھوٹ کے قریب پہنچ جاتی ہے۔ اپنے حق کے حاصل کرنے کے لئے بعض دفعہ ظلم بھی کر جاتے ہیں۔ بعض لوگ بعض دفعہ خیانت کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور جھوٹی گواہیاں اپنے آپ کو خیانت سے بچانے کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔ اگر ہاتھ سے نہیں تو زبان سے تو اکثر اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کو تکلیف دے دیتے ہیں۔ عاجزی دکھانے کی بجائے اَنا غالب آ جاتی ہے اور بسا اوقات تکبر کا کم یا زیادہ اظہار بھی ہو جاتا ہے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ قضا کے بعض معاملات جب میرے سامنے آتے ہیں تو جھوٹ

اور سچ کو ثابت کرنے کی بجائے، حق لینے کی بجائے، ہٹ دھرمی اور ضد کا ایسا اظہار ہوتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ کاروباروں میں سچائی پر بنیاد کی بجائے ذاتی مفادات حاصل کرنے کی طرف زیادہ توجہ رہتی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ فریقین نے جو وکیل کئے ہوتے ہیں وہ اپنی پیشہ وارانہ مہارت دکھانے کے لئے اور اپنی برتری ثابت کرنے کی کوشش میں ایسی غلط بیانیاں کرتے ہیں جو جھوٹ ہوتا ہے۔ چاہے وہ لین دین کے معاملات ہوں یا میاں بیوی کے جھگڑے کے یا کسی بھی قسم کے معاملات ہوں وکیلوں کی وجہ سے طُول پکڑ جاتے ہیں۔ پس احمدی وکیلوں کو بھی چاہئے اور فریقین کو بھی کہ وہ اپنے عہد بیعت اور اللہ تعالیٰ کے خوف کو اپنے مفادات پر ترجیح دیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جھگڑے ہوتے ہی اس وقت ہیں جب صحیح طور پر یا غلط، جائز یا ناجائز شکوے اور شکایتیں پیدا ہونی شروع ہوتی ہیں، بدظنیاں پیدا ہونی شروع ہوتی ہیں، ایسے وقت میں ایک مومن کا کام ہے کہ جھگڑوں کو طُول دینے کی بجائے، اپنی ضدوں پر اَڑنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے اندر نرمی پیدا کر کے جماعتی نظام یا قضا میں اپنے معاملات لائیں اور کوشش یہ ہو کہ ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ہم نے ان غلط فہمیوں یا جائز ناجائز شکایتوں کو دُور کر کے آپس میں پیار اور محبت سے زندگی گزارنی ہے۔ لیکن اگر جس کے ذمہ حق بنتا ہے اور جس کا حق بنتا ہے دونوں ضدّی طبیعت کے مالک ہوں تو پھر چاہے جماعتی نظام ہے یا قضا ہے یا ملکی عدالت بھی ہے یہ سب جیسے بھی انصاف پر مبنی فیصلہ کریں کبھی بھی معاملہ انجام کو نہیں پہنچتا۔ ایک عدالت کے بعد دوسری عدالت میں اپیلیں ہوتی رہتی ہیں اور پھر اگر قضا میں آئے ہوئے فریق کا پانچ رکنی قضا کا بورڈ بھی فیصلہ کر دے تو پھر بھی جس کے ذمہ حق بنتا ہے بعض دفعہ وہ حق مار جاتا ہے اور حق نہیں دیتا یا فیصلہ تسلیم نہیں کرتا ہے یا پھر مجھے لکھ دیتے ہیں کہ ہم پر بڑا ظلم ہوا ہے آپ خود اس معاملے کو دیکھیں۔ اور یہ شکوے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ اور حقیقت میں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ اظہارِ اَنا اور ضد کی وجہ سے ہوتا ہے۔

پس اگر جھگڑوں کو ہم نے احسن رنگ میں نپٹانا ہے تو ضدوں کو چھوڑنے کی ضرورت ہے بلکہ بعض اوقات جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے حق اگر بنتا بھی ہے تو اس حق کے لینے میں دوسرے فریق کو سہولت دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض دفعہ کچھ حد تک حق چھوڑنا بھی پڑ جاتا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ ہمیں کیا تعلیم دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِنۡ کَانَ ذُوۡ عُسۡرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیۡسَرَۃٍ وَاَنۡ تَصَدَّقُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ (البقرۃ:281)۔ اور اگر کوئی تنگ حال ہو کر آئے تو آسائش ہونے تک اسے مہلت دینی چاہئے اور اگر تم اپنے قرض معاف کر دو، خیرات کر دو تو یہ بہت اچھا ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ تمہیں پتا ہونا چاہئے کہ تم پر بھی ایسے حالات آ سکتے ہیں جب مجبوریاں ہوں۔ اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے بہت سے معاملات میں چھوٹ دیتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ جو تمام طاقتوں کا مالک ہے ہمیں ہمارے معاملات میں پکڑنے لگ جائے تو ہمارا کوئی ٹھکانہ نہ رہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم ایک دوسرے کے معاملات میں نرمی اور سہولت کا سلوک کریں۔ یہ ایک اصولی ہدایت ہے روزمرہ کے معاملات میں بھی، کاروباروں کے معاملات میں بھی، قرضوں کے لین دین کے معاملات میں بھی یہ چیزیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مومنوں کو بار بار توجہ دلائی ہے کہ تم دنیا میں رحم اور نرمی سے کام لو تو آسمان پر خدا تعالیٰ بھی تم سے رحم کا سلوک کرے گا۔ (سنن ابوداؤد کتاب الأدب باب فی الرحمۃ حدیث 4941)

ورنہ ہمیں ہر وقت یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا بھی ایک دن حساب ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ صرف حق پر فیصلہ کرنے لگے تو بخشش بڑی مشکل ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کے رحم اور بخشش کو جذب کرنے کے لئے ہمیں دنیا میں اپنے معاملات میں نرمی اور رحم کا سلوک ایک دوسرے سے کرنا چاہئے نہ کہ صرف سختی اور پکڑ اور صرف اپنے حق کی فکر ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قرض وصول کرنے والوں کو قرض دینے والے سے نرمی کا سلوک کرنے پر ثواب کی خوشخبری دی ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی سے قرض کی رقم لینی ہو اور وہ اس کو مقررہ میعاد گزرنے کے بعد مہلت دیتا ہے تو ہر وہ دن جو مہلت کا گزرتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ ہوگا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الصدقات باب انظار المعسر حدیث 2418)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ فرمایا کہ صدقہ وخیرات تمہاری بلاؤں اور مشکلات کو اور مصیبتوں کو دُور کرتے ہیں۔ (کنز العمال جلد 6 صفحہ 148 حدیث 15978 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

پس کیا ہی اعلیٰ سودا ہے کہ اپنے بھائی کو سہولت دینا ثواب کا مستحق بھی بنا رہا ہے اور بہت سی بلاؤں اور مشکلوں سے بھی ہمیں بچا رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تھوڑی سی بھی نیکی کو اجر کے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اگر ہم قرآن کریم کی اس سنہری ہدایت کو یاد رکھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سامنے رکھیں تو ایک پُرامن معاشرے کا قیام عمل میں آئے۔ بے چینیاں پھر نہ پھیلیں۔ کبھی رنجشیں لمبی نہ چلتی چلی جائیں۔ فیصلوں پر عمل درآمد کرانے والے اداروں کا بھی حرج نہ ہو۔ وہ ان جھگڑوں کو نپٹانے کی بجائے کسی تعمیری کام کی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں۔ قضا کا بھی حرج نہ ہو گو قضا اسی مقصد کے لئے بنائی گئی ہے کہ فیصلے ہوں لیکن اگر فیصلوں کو ماننے میں دونوں فریق نرمی کا رویّہ رکھیں تو بلاوجہ کا حرج نہ ہو۔ اور بعض دفعہ ایک ہی معاملے کے لمبا چلنے کی وجہ سے بعض دوسرے معاملات متاثر ہوتے ہیں وہ متاثر نہ ہوں اور خود فریقین کو جو قضا میں آنے یا عدالتوں میں جانے اور وکیل کرنے کے اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں ان سے بھی بچت ہو جائے۔ بعض دفعہ تو ایسے ضدی ہوتے ہیں کہ وہ اپنا نقصان برداشت کر لیتے ہیں لیکن یہی چاہتے ہیں کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہو اور اس کے لئے جہاں تک جایا جا سکتا ہے جایا جائے۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا کہ بعض لوگ، بعض فریق مجھے بھی لکھتے ہیں کہ اب آپ اس معاملے کو دیکھیں۔ سو اگر ضدّیں نہ ہوں، اَنائیں نہ ہوں تو پھر میرا وقت بھی ان فضولیات میں ضائع ہونے سے بچ جائے۔ میں بعض دفعہ معاملات دیکھنے کے بعد جب فریقین کو جواب دیتا ہوں لیکن اگر ان کی مرضی کا جواب نہیں ہوتا تو پھر بھی وہ اپنی بات پر، ضد پر قائم رہتے ہیں، اڑے رہتے ہیں کہ نہیں ہم ہی ٹھیک ہیں اور یہی ضد ہوتی ہے کہ فیصلہ بھی ہمارے حق میں ہو اور سہولت بھی ہم نے دوسرے فریق کو کوئی نہیں دینی۔ میرے واضح طور پر لکھنے کے باوجود بعض دفعہ نہایت ڈھٹائی سے تیسرے چوتھے مہینے خط لکھ جاتے ہیں کہ ہم نے اپنے معاملے کے بارے میں لکھا تھا اور ہم حق پر ہیں اس دفعہ فیصلہ کو دوبارہ دیکھا جائے اور ہمیں ہمارا حق دلوایا جائے۔

مَیں یہ نہیں کہتا کہ قضا کے فیصلے سو فیصد درست ہوتے ہیں لیکن اَسّی پچاسی فیصد بہرحال درست ہوتے ہیں اور جو شواہد اور ثبوت پیش کئے جاتے ہیں ان کی روشنی میں وہ صحیح ہوتے ہیں۔ اگر غلط بھی ہوتے ہیں تو نیّت پر شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اپنی طرف سے نیک نیتی سے یہ لوگ فیصلے کرتے ہیں۔ پس اگر ایک فریق کے خیال میں اس کا حق بنتا ہے لیکن فیصلہ اس کے خلاف ہو جاتا ہے تو اس پر قضا پر یا قاضی پر الزام نہیں لگانا چاہئے۔ بعض لوگوں کو یہ الزام لگانے کی عادت بھی پڑ جاتی ہے۔ انہوں نے حقائق کے مطابق ہی فیصلہ کیا ہوتا ہے۔ اگر کسی فیصلہ میں کوئی ابہام ہو یا دوسرے فریق کے خیال میں اس فیصلہ میں ابہام ہے تو اس فریق کی درخواست پر بعض دفعہ مَیں بھی فائل منگوا کر دیکھ لیتا ہوں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اکثر فیصلے صحیح ہوتے ہیں اور صرف بدظنیوں کی وجہ سے شکوک وشبہات دل میں پیدا کئے جاتے ہیں۔ پس بدظنیوں سے بچنا چاہئے۔ بدظنی پھر ایک اور برائی کا راستہ کھول دیتی ہے۔

قضا کے معاملات براہ راست لین دین کے ہوں، کاروباری ہوں یا عائلی ہوں، ہر معاملے میں وہ براہ راست یا بالواسطہ مالی لین دین کا معاملہ بن جاتا ہے۔ کہیں حق مہر کی ادائیگی ہے۔ کہیں سامان کی ادائیگی ہے میاں بیوی کے جھگڑوں میں اور لین دین کے معاملوں میں تو اکثر دفعہ مالی معاملات ہی ہوتے ہیں۔ تو بہرحال مالی معاملات ہر جھگڑے میں کسی نہ کسی ذریعہ سے involve ہو جاتے ہیں اور سہولت دینے والا جو اصول ہے کہ سہولت دی جائے یہ ہر جگہ کچھ نہ کچھ حد تک ضرور چلتا ہے۔ عائلی معاملات میں بھی نقد رقم کا مطالبہ، لین دین کے معاملات میں بھی اکثر رقم کا مطالبہ ہوتا ہے۔ عائلی معاملات میں مثلاً جیسا کہ میں نے کہا حق مہر کی ادائیگی ہے۔ یہ بھی یقیناً ایک قرض ہے جو خاوند کے ذمہ ہے۔ لیکن بسا اوقات لڑکی والے لڑکے کی حیثیت سے زیادہ حق مہر بھی رکھوا لیتے ہیں۔ ایک طرف تو لڑکا پابند ہے کہ قرض کو ادا کرے۔ حق مہر ایک قرض ہے۔ دوسری طرف لڑکی والے بھی زیادتی کر جاتے ہیں کہ حق مہر زیادہ رکھوا لیتے ہیں تا کہ کسی طرح لڑکے کو باندھ لیا جائے جو لڑکے کے لئے ادا کرنا مشکل ہوتا ہے اور صرف مشکل نہیں ہوتا بلکہ دوسرا فریق اس کو ادا کرنے کی توفیق ہی نہیں رکھتا۔ اگر قضا لڑکے کے حالات کو دیکھ کر حق مہر کم کر دے تو اس پر بھی فریق ثانی کو اعتراض شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح براہ راست قرض کے لین دین کے معاملات ہیں۔ ان میں اگر قضا حالات دیکھ کر قسطیں مقرر کر دے تو اس پر بھی دوسرے فریق کو اعتراض ہو جاتا ہے۔

ہم احمدی ایک پُرامن معاشرے کے بارے میں جب دنیا کو کہتے ہیں تو ہمیں بھی اپنے ہر معاملے میں معاشرے میں امن قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ صحابہ آپس کے معاملات میں کیسے روّیے رکھتے تھے اس کی ایک جھلک ایک واقعہ سے ملتی ہے۔

حضرت ابوقتادۃ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مسلمان کے ذمّہ ان کا کچھ قرض تھا۔ جب بھی یہ اس کے پاس قرض کا تقاضا کرنے جاتے تو وہ چھپ جایا کرتا تھا۔ ایک دن یہ گئے تو اس کے بیٹے سے پتا چلا کہ وہ گھر میں ہی ہے۔ انہوں نے باہر سے آواز دی اور کہا کہ مجھے پتا چل گیا ہے کہ تم گھر میں ہی ہو۔ اس لئے اب چھپنا بے فائدہ ہے۔ باہر آؤ اور مجھ سے بات کرو۔ جب وہ شخص باہر آیا تو انہوں نے اس سے چھپنے کی وجہ معلوم کی تو اس نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ میں آجکل بہت زیادہ تنگ دست ہوں۔ میرے مالی حالات بڑے بُرے ہیں۔ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ عیالدار ہوں۔ بچے بہت ہیں۔ ان کے بھی اخراجات پورے کرنے ہیں۔ اس پر ابوقتادۃ نے کہا کہ واقعی ایسا ہے جیسا تم کہہ رہے ہو؟ تو اس نے کہا کہ خدا کی قسم میرا یہی حال ہے۔ اس پر انہوں نے اس کا سارا

قرض معاف کر دیا۔(صحیح مسلم کتاب المساقاۃ باب فضل انظار المعسر حدیث 4000)

تو یہ ہے وہ رویّہ جو مومنوں میں ایک دوسرے کے لئے نرم رویّے اور محبت اور پیار پھیلانے والا ہے جس سے امن کی فضا قائم ہوتی ہے۔لیکن اس میں قرض دینے والے کی حالت کا بھی بیان ہے۔ وہ ضدی اور قرض ہضم کرنے والا نہیں تھا بلکہ اسے احساس اور شرمندگی ہے کہ قرض ادا نہیں کر سکتا اس لئے چھپتا پھرتا تھا۔لیکن یہ نہیں کہا کہ دینا نہیں ہے۔ جبکہ آجکل ایسے معاملات بھی سامنے آجاتے ہیں جو اس سے بالکل الٹ رخ کے ہیں کہ قرض لے لیتے ہیں اور پھر یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم نے نہیں لیا تھا۔پس امن کا معاشرہ دونوں فریقین کے رویّے سے قائم ہوتا ہے۔ قرض دینے والے یا جس کا حق بنتا ہے اس کی طرف سے سہولت دینے سے اور قرض ادا کرنے والے یا جس کے ذمہ حق کی ادائیگی ہے اس کی طرف سے احساس ذمہ داری اور ادائیگی کے احساس کی وجہ سے اور فکر کی وجہ سے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت میں آ کر ہمیں بھی اس طرح کے احساسات پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔قضا چاہے سہولت دے یا نہ دے یا قضا کسی کو ادائیگی کے لئے پابند کرے یا نہ کرے حق لینے والے کو اپنے نرم جذبات کا اظہار کرنا چاہئے اور حق دینے والے کو ادائیگی کی ذمہ داری کا احساس کر کے پھر اس ادائیگی کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔

حق ادا نہ کرنا اور پھر ڈھٹائی دکھانا اس کا ایک واقعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے مکان کا مقدمہ تھا۔ قادیان میں کرایہ دار اس کا مکان خالی نہیں کر رہے تھے۔ وہ شخص جس کا مکان تھا وہ قادیان میں نہیں رہتا تھا بلکہ فوج میں ملازمت کرتا تھا اور سال میں چند دن کے لئے قادیان آیا کرتا تھا۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میں نے اسے کہا کہ تم فوج میں ملازم ہو۔ تم قادیان صرف سال میں پندرہ بیس دن کے لئے آتے ہو۔ اتنا عرصہ تم مہمان خانے میں بھی رہ سکتے ہو۔لنگر خانے میں، دارالضیافت میں رہ سکتے ہو یا اپنے کسی دوست کے پاس بھی ٹھہر سکتے ہو۔ اس وقت یہاں مکانوں کی کمی ہے اگر تم نے کرایہ دار کو صرف اپنے چند روز قیام کے لئے نکالا تو اسے بڑی تکلیف ہو گی۔ پھر آپ نے اسے مثال دی کہ دیکھو صحابہ نے تو باہر سے آنے والوں کو اپنی جائیدادیں بھی دے دیں لیکن تم دس پندرہ دن کے قیام کے لئے ساڑھے گیارہ مہینے رہنے والے کو گھر سے نکالنا چاہتے ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری اس بات کا اس پر بڑا اثر ہوا۔ کہنے لگا کہ حضور آپ صحیح فرماتے ہیں اسے تنگ کرنا میری غلطی ہے لیکن آپ اس کرایہ دار سے بھی تو پوچھیں کہ اس نے گزشتہ آٹھ نو ماہ سے میرا کرایہ نہیں دیا جس کی وجہ سے میں نے سوچا ہے کہ اس سے گھر خالی کروا لوں۔حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ اس پر میں نے اس مالک مکان سے کہا کہ یہ معقول وجہ ہے اور تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔ اسی کا ہے جو اپنا مقدمہ پیش کر رہا ہے اور یہ بھی نہیں بتا رہا کہ میں نے اتنے مہینے سے کرایہ بھی نہیں دیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس وقت میری عجیب حالت تھی کہ میں نے جو مالک مکان تھا اس کے دل کو نرم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے ایک ایسی بات کر دی جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ اگر دوسرے فریق نے کرایہ ادا کیا ہوتا تو فرماتے ہیں کہ میں نے میدان مار لیا تھا۔ پھر میں جو فیصلہ کرنا چاہتا تھا وہ ہو جاتا لیکن اس نے تو کرایہ بھی ادا نہیں کیا تھا اور پھر قبضہ بھی جمائے رکھنا چاہتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری حالت اس وقت ویسی ہی ہو گئی جیسے کہتے ہیں کہ ایک پٹھان تھا اس نے کہیں سے سن لیا کہ اگر کسی کو کلمہ پڑھایا جائے تو انسان جنت میں چلا جاتا ہے۔ اس نے ایک ہندو کو پکڑ لیا کہ کلمہ پڑھو۔ ہندو نے کہا کہ میں ہندو ہوں۔ مجھے کلمہ سے کیا غرض ہے۔ اس نے کہا نہیں پڑھو اور تلوار نکال لی کہ ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ آخر ہندو نے کہا اچھا پڑھاؤ مجھے کلمہ۔ پٹھان کہنے لگا تم خود پڑھو۔ میں نے نہیں پڑھانا۔ ہندو کہنے لگا میں کس طرح پڑھ سکتا ہوں مجھے کیا پتا کلمہ کیا چیز ہے۔ تم مسلمان ہو تم مجھے پڑھاؤ تمہیں آتا ہو گا۔ پٹھان کہنے لگا مجھے تو نہیں آتا۔ آج قسمت خراب ہے ورنہ آج میں نے تمہیں کلمہ پڑھا کے جنت میں چلے جانا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اسی طرح میں نے نصیحت کر کے مالک مکان کا دل نرم کیا۔ جب دل نرم ہو گیا تو اس نے ایسی بات کی کہ میرا کلمہ وہیں کا وہیں رہ گیا۔ اگر دوسرے فریق نے کرایہ ادا کیا ہوتا، حق نہ مارا ہوتا تو میں مالک کو کلمہ پڑھا لیتا۔

(ماخوذ از مسلمانوں نے اپنے غلبہ کے زمانہ میں اخلاق کا اعلیٰ نمونہ دکھایا، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 221-220)

پس مومنوں کو ایک دوسرے کا حق ادا کرنے میں چستی دکھانی چاہئے۔ اور یہ صرف ایک واقعہ نہیں اکثر واقعات ہیں۔ اس لئے جب معاملات قضا میں بھی آتے ہیں یا خلیفۂ وقت کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں تو ساری بات سچائی پر مبنی ہونی چاہئے بجائے اس کے کہ اپنی بات کر کے بعد میں خلیفۂ وقت کو شرمندہ ہونا پڑے۔ اس کو شرمندگی سے بھی بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آج جیسا کہ میں نے کہا بہت سے معاملات ایسے بھی ہیں کہ حق لینے والے کے رویّے کو ہم نرم کر بھی لیں تو حق دینے والے کا رویّہ معاملہ آگے نہیں بڑھنے دیتا اور پھر یہ بھی شکوہ ہوتا ہے کہ ہمارے ساتھ نرمی نہیں کی گئی۔

اس حوالے سے کہ حسین معاشرے کے قیام کے لئے کیسی باتیں ہونی چاہئیں؟ کس قسم کا حسین معاشرہ ہونا چاہئے؟ مسلمانوں میں دونوں طرف جو فریقین ہیں ان کو کس طرح اپنے حق ادا کرنے چاہئیں؟ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات پیش کرتا ہوں۔

آپؐ ایک موقع پر آپس کے معاملات میں نرمی پیدا کرنے والے کو دعا دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ آسانی پیدا کرنے والے آدمی پر رحم فرمائے جب وہ خرید و فروخت کرتا ہے اور جب وہ قرضے کی واپسی کا تقاضا کرتا ہے۔(صحیح البخاری کتاب البیوع باب السہولۃ والسماحۃ فی الشراء والبیع...الخ حدیث 2076)

پھر آپ نے آسانیاں پیدا کرنے والوں کو خوشخبری دیتے ہوئے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو جنت میں داخل کیا جو خریدتے وقت اور بیچتے وقت اور قرض دیتے وقت اور قرض کا تقاضا کرتے وقت آسانی پیدا کیا کرتا تھا۔ اس بات پہ ہی اس کو جنت میں داخل کیا۔(صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل حدیث 3451)

پھر ایک روایت میں آتا ہے آپؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے تنگ دست مقروض کو قرضہ کی ادائیگی میں مہلت دی یا معاف کر دیا تو قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عرش کے نیچے سایہ عطا فرمائے گا۔

(سنن الترمذی ابواب البیوع باب ما جاء فی انظار المعسر والرفق بہ حدیث 1306)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بخشش کے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ اگر وہ کسی تنگ دست شخص کو دیکھتا تو اپنے ملازموں کو کہتا کہ اس سے صرفِ نظر کرو۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم سے بھی صرفِ نظر فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ چنانچہ اس کے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس سے صرفِ نظر فرمایا۔

(صحیح البخاری کتاب البیوع باب من انظر معسرا حدیث 2078)

پس جن کو توفیق ہو ان کو چاہئے کہ جس حد تک ممکن ہو سہولت مہیا کریں بجائے اس کے کہ لڑائی جھگڑوں اور عدالتوں میں فضول وقت ضائع کریں اور رقم خرچ کریں۔

لیکن اسلام صرف یہی نہیں کہتا کہ قرض دینے والے اور حق لینے والے یہ سہولتیں دیں۔ اسلام ایک ایسا معاشرہ قائم کرتا ہے اور ہر ایک فریق کو اس کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہے جس سے دلوں کی نفرتیں دور ہوں اور امن بھی قائم ہو۔ اس لئے جس کے ذمہ حق کی ادائیگی ہے انہیں بھی بڑی تلقین کرتا ہے۔ اب حضرت مصلح موعود نے جو مثال دی اور بہت سی مثالیں سامنے آتی ہیں کہ لوگ بغیر کسی مجبوری کے حق کی ادائیگی میں لیت و لعل سے کام لیتے ہیں اور ایسے لوگوں کا کبھی نظام ساتھ نہیں دیتا اور نہ دے سکتا ہے۔ اگر ایسے لوگوں کا ساتھ دینے لگ جائیں تو پھر حقوق غصب کرنے والوں کو کھلی چھٹی مل جائے گی اور امن کے بجائے معاشرے میں فتنہ و فساد برپا ہو جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی شرائط بیعت میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ فساد سے بچنے کی کوشش کروں گا۔(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں بھی ہمیں ہدایت سے نوازا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دولت مند کا قرض ادا نہ کرنے میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ اگر تم میں سے کسی کو ٹال مٹول کرنے والے کا پیچھا کرنے کو کہا جائے تو چاہئے کہ اس ٹال مٹول کرنے والے کا پیچھا کرے یعنی پھر مجبور کر کے اس سے دوسروں کا حق دلوایا جائے قرض ادا کروایا جائے۔(صحیح البخاری کتاب الحوالات باب الحوالۃ وھل یرجع فی الحوالۃ؟ حدیث 2287)

یہاں کوئی نرمی نہیں۔ کسی سہولت کی ضرورت نہیں کیونکہ اس دوسرے فریق کو توفیق ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں نے کہا اگر یہ نہیں کریں گے تو اس سے تو غاصبوں کو اور حق مارنے والوں کو جرأت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ فرمایا کہ قرض ادا کرنے والے کا ٹال مٹول کرنا اس کی آبرو اور اس کی سزا کو حلال قرار دیتا ہے۔

(سنن ابو داؤد کتاب الاقضیۃ باب فی الدین ھل یحبس بہ حدیث 3628)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پس نظام جماعت کا فرض ہے کہ ایسے حقوق غصب کرنے والوں کو اگر وہ تعاون نہیں کرتے تو سزا دے۔ پس جب قضا کے فیصلوں کے مطابق تعمیل نہ کرنے والوں اور حق مارنے والوں کو سزا ملتی ہے تو پھر انہیں شور نہیں مچانا چاہئے کہ ہم سے نرمی کا سلوک نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے رسول نے اسے سزا دیئے جانے کا حق نظامِ جماعت کو دیا ہے۔ ملکی قانون بھی ایسے لوگوں کو سزا دیتا ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑے انذار کا اور خوف دلانے والا ارشاد ہے جو آپ نے حق ادا نہ کرنے والوں کو فرمایا ہے اگر حق مارنے والے اسے اپنے سامنے رکھیں تو کبھی کسی کا حق مارنے کا نہ سوچیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے لوگوں سے واپسی کرنے کی نیت سے مال لیا یا قرض لیا اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادائیگی کروا دے گا اور فرمایا کہ جو شخص مال کھانے اور تلف کرنے کی نیت سے لے گا اللہ تعالیٰ اسے تلف کر دے گا۔

(صحیح البخاری کتاب فی الاستقراض واداء الدیون... الخ باب من اخذ اموال الناس یرید اداءھا اٰو اتلافھا حدیث 2387)

پس اگر نیت نیک ہو تو اللہ تعالیٰ وسائل اور ذرائع پیدا فرما دیتا ہے یا قرض دینے والے کے دل میں نرمی کے جذبات پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن اگر نیت ہی نیک نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اسے سزا دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو عموماً ایسے شخص کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس کے ذمہ قرض ہو اور اس کی جائیداد یا موجود رقم اس قرض کی ادائیگی کی کفایت نہ کرتی ہو۔

(صحیح البخاری کتاب الحوالات باب ان احال دین المیت علی رجل جاز حدیث 2289)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرض سے بچنے کی دعا بھی کیا کرتے تھے بلکہ قرض اور کفر کو آپ نے ملایا ہے۔ چنانچہ ایک روایت ہے۔ صحابی کہتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مَیں کفر اور قرض سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! قرض کا معاملہ کفر کے برابر کیا جائے گا؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔

(سنن النسائی کتاب الاستعاذۃ باب الاستعاذۃ من الدین حدیث 5475)

اس بارے میں مزید وضاحت حضرت عائشہؓ کی ایک روایت سے بھی ملتی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں گناہوں اور قرض سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ کسی کہنے والے نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے قرض کے بارے میں کتنی ہی زیادہ پناہ طلب کرتے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص جب مقروض ہو جاتا ہے تو بات کرتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کر کے خلاف ورزی کرتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الاَذان باب الدعاء قبل السلام حدیث 832)

پس یہ وجہ ہے کہ پناہ مانگنی چاہئے اور براہ راست قرض لینے والے بھی حتی الوسع قرض لینے سے بچیں۔ ان کو بچنا چاہئے اور اگر لے لیا ہے تو پھر ادائیگی کی فکر بھی کرنی چاہئے اور حقوق کی ادائیگی جو قرض کی طرح ہی ہے اس کی ادائیگی کی طرف بھی سنجیدگی سے توجہ دینی چاہئے۔

قضا کے فیصلوں کے بعد اگر حقوق اور قرض معاف کروانے ہوں تو پھر فریق ثانی سے معاف کروانے چاہئیں۔ جس کا حق ادا کرنا ہے وہی اپنا حق معاف کر سکتا ہے یا اس میں سہولت دے سکتا ہے۔ پس افراد جماعت کو اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

قرضوں کی ادائیگی کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نسخہ بتایا۔ بہت سارے لوگ قرضوں کے بارے میں لکھتے ہیں تو وہ اس پر عمل کر کے دیکھیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک تو استغفار بہت زیادہ کیا کرو۔ دوسرے یہ کہ فضول خرچی چھوڑ دو۔ اکثر قرضے لوگ اس لئے لیتے ہیں کہ فضول خرچی کر رہے ہوتے ہیں۔ خواہشات بڑھا رہے ہوتے ہیں۔ اور تیسرے آپ نے فرمایا کہ اگر ایک پیسہ بھی ملے تو قرض خواہ کو دے دو۔ (ماخوذ از بدر جلد 11 نمبر 2,3 مورخہ 9 نومبر 1911 صفحہ 3)

تھوڑی تھوڑی رقمیں بھی اگر کہیں سے تمہارے پاس آتی ہیں اور اپنے خرچ کرنے کے بعد جس حد تک تم اس کی ادائیگی کے متحمل ہو سکتے ہو تو وہ ادائیگی کرنے کی طرف توجہ کرو۔ جمع کرتے جاؤ یا ویسے قسطوں میں ادا کرتے جاؤ۔ بہرحال ایک فکر ہونی چاہئے کہ چھوٹی سے چھوٹی رقم بھی اگر آتی ہے، اس کو بچت ہوتی ہے اور اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کے بچت کرنی ہے، تو اس سے قرض کی ادائیگی ہونی چاہئے۔

بعض لوگ شوق میں قرض لے لیتے ہیں یہ فضول خرچی ہے۔ کسی نے مجھے لکھا کہ میرے پاس کار تو ہے لیکن فلاں کار مجھے بڑی پسند ہے اور پیسے نہیں ہیں۔ کیا میں بنک سے قرض لے کر وہ کار خرید سکتا ہوں۔ اگر ایک دفعہ انسان قرض لے لے تو پھر قرضوں میں دھنستا چلا جاتا ہے۔ پس ان فضول خواہشات سے بچنا چاہئے۔ اسی طرح بہت سارے لوگوں نے کاروبار کرنے شروع کئے۔ کوئی تجربہ نہیں ہے۔ نوجوان ہیں اور کاروبار کے نام پر لوگوں سے رقمیں لے لیں۔ تجربہ نہ ہونے کی وجہ سے سارا کاروبار ختم ہو گیا۔ خود بھی محتاج ہو گئے اور لوگوں کے پیسے بھی لے ڈوبے۔ تو ایسے لوگوں کو بھی احتیاط کرنی چاہئے اور دینے والوں کو بھی بجائے اس کے کہ بعد میں شکوے پیدا ہوں اور مقدمے کریں۔ پہلے ہی سوچ سمجھ کر کسی کو قرضے دینے چاہئیں۔ اگر کاروبار میں بھی لگانا ہے تو کیونکہ ان کی اپنی بھی رقم ڈوبتی ہے اور جس شخص کو دیا ہوتا ہے وہ بیچارہ بھی، بیچارہ تو نہیں ہوتا بعض دفعہ تو شرارت سے لوگ کر رہے ہوتے ہیں یا نیت ہی نیک نہیں ہوتی اور اس وجہ سے پھر مقدمہ بازی میں پھنس کے ذلیل و رسوا بھی ہوتے ہیں۔ بہرحال ان چیزوں سے ہمیں بچنا چاہئے تا کہ ایک پُرامن معاشرہ ہمارے اندر ہمیشہ قائم رہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں میں ایک حقیقی مومنانہ رنگ پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایک پُرامن معاشرہ ہم قائم کرنے والے ہوں اور جو اعلیٰ اخلاق ہیں، اخلاق کے اعلیٰ معیار ہیں جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے توقع رکھی ہے جن کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے، جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی توجہ دلائی ان کو ہم اپنانے والے ہوں۔

بقیہ: بدعات اور رسم و رواج سے اِعراض

...............................از صفحہ نمبر 4

کھانے پکے اور آج اتنے کھانے پکے۔ یہ سب رسومات ہیں جنہوں نے وسعت نہ رکھنے والوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور ایسے لوگ پھر قرض کے بوجھ تلے دب جاتے ہیں۔ غیر احمدی تو یہ کرتے ہی تھے اب بعض احمدی گھرانوں میں بھی بہت بڑھ بڑھ کر ان لغو اور بیہودہ رسومات پر عمل ہو رہا ہے یا بعض خاندان اس میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ بجائے اس کے کہ زمانہ کے امام کی بات مان کر رسومات سے بچتے، معاشرہ کے پیچھے چل کر ان رسومات میں جکڑتے چلے جا رہے ہیں۔ . . دوسرے ولیمہ ہے جو اصل حکم ہے کہ اپنے قریبیوں کو بُلا کر ان کی دعوت کی جائے۔ اگر دیکھا جائے تو اسلام میں شادی کی دعوت کا یہی ایک حکم ہے۔ لیکن وہ بھی ضروری نہیں کہ بڑے وسیع پیمانے پر ہو۔ حسب توفیق جس کی جتنی توفیق ہے بُلا کر کھانا کھلا سکتا ہے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 05 رفروری 2010ء تا 11 رفروری 2010ء صفحہ 6 تا 7)

رسم و رواج کے پیچھے نہ چلو

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس بارہ میں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم اس نبی کے ماننے والے ہیں جنہوں نے ہمیں صحیح راستہ دکھایا۔ ہمیں اچھے اور برے کی تمیز سکھائی۔ اگر اس کے بعد پھر ہم دنیا داری میں پڑ کر رسم و رواج یا لغویات کے طوق اپنی گردنوں میں ڈالے رہیں گے تو ہم نہ عبادتوں کا حق ادا کر سکتے ہیں نہ نور سے حصہ لے سکتے ہیں... جو پھندے پہلی قوموں میں پڑے ہوئے تھے... اپنے دین کو بھول کر رسم و رواج میں پڑ کر یہودیوں اور عیسائیوں نے گلوں میں جو پھندے ڈالے ہوئے تھے، اب وہی باتیں بعض مسلمانوں میں پیدا ہو رہی ہیں۔ اگر ہم میں بھی پیدا ہو گئیں تو پھر ہم یہ کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کا بیڑا اُٹھائے ہوئے ہیں۔ پس یہ طوق ہمیں اتارنے ہوں گے... اگر ہم بے احتیاطیوں میں بڑھتے رہے تو یہ طوق پھر ہمارے گلوں میں پڑ جائیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمارے گلوں سے اتارے ہیں اور جن کو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتارنے کی پھر نصیحت فرمائی ہے... پس اگر اندھیروں سے نکلنا ہے نور حاصل کرنا ہے اور زمانہ کے امام کی بیعت کا صحیح حق ادا کرنا ہے تو دنیا داری کی باتوں کو چھوڑنا ہوگا۔ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔ اپنے آپ کو اعلیٰ اخلاق کی طرف لے جانے کے لئے جدو جہد کرنی ہوگی۔"

(الفضل انٹرنیشنل 05 رفروری 2010ء تا 11 رفروری 2010ء صفحہ 6 تا 7)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور انور کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆...☆...☆

بقیہ: تنزانیہ میں مسجد کا افتتاح

...از صفحہ نمبر 11

چوہدری صاحب اپنے وفد کے ہمراہ سکا بائی گاؤں پہنچے تو احمدی احباب نے وفد کا پُرتپاک استقبال کیا۔ محترم امیر صاحب نے تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ دعا کے بعد نماز ظہر ادا کی گئی۔ نماز کے بعد افتتاحی تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ مکرم شعبان روپیہ صاحب صدر جماعت نسلالہ نے کی۔ تلاوت کے بعد مکرم حمید لی اُوچا صاحب معلم سلسلہ نے نظم پڑھی۔ اس کے بعد زونل صدر مکرم سالوم احمد ثانی صاحب نے تمام جماعتی عہدیداران کا تعارف کروایا۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے حاضرین سے خطاب کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں احباب جماعت کو خلافت کی اطاعت، دین سے محبت اور دینی احکام کی اطاعت کی طرف توجہ دلائی۔

آپ نے کہا کہ احمدی ہونے کے بعد آپ سب کا فرض ہے کہ اپنی حالتوں میں تبدیلی پیدا کریں۔ اپنی تربیت کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کی بھی تربیت کریں۔ علم حاصل کریں کیونکہ علم کے بغیر آپ یہ جان ہی نہیں سکتے کہ کونسی چیز آپ کے لئے اچھی ہے اور کونسی بری۔ اس لئے اب اپنے آپ کو بدلیں اور اس مسجد کو عبادت سے آباد کریں۔ اسی طرح اس مسجد کی صفائی اور حفاظت بھی آپ لوگوں کا فرض ہے۔ آپ نے کہا کہ چونکہ اس گاؤں میں اور کوئی مسجد نہیں ہے اس لئے یہ مسجد پورے گاؤں کی ہے اور جو لوگ جماعت میں شامل نہیں ہوئے ان کے لئے بھی اس مسجد کے دروازے ہمیشہ کے لئے کھلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ سب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی اور دعا کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ آخر پر سب احباب کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ پروگرام کی کُل حاضری 320 رہی جس میں احمدی نومبائعین کے ساتھ ساتھ غیر از جماعت افراد نے بھی کثرت سے شرکت کی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس مسجد کو آباد رکھے۔ آمین

حُسنِ سیرت اور حُسنِ اخلاق سے مزیّن پاکیزہ جوڑوں کی

بہشتی زندگی

وحید احمد رفیق

قسط نمبر 4

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل اور آپ کی اہلیہ

ایک حسین طرزِ عمل

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

”میں نے جب سے شادیاں کی ہیں آج تک اپنی کسی بیوی کا کوئی صندوق کبھی ایک مرتبہ بھی کھول کر نہیں دیکھا۔“

(مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین مرتبہ اکبر شاہ خان نجیب آبادی سن اشاعت 2009ء صفحہ 206)

نعمتوں کی قدر

آپ مزید فرماتے ہیں:

”میرے بہت سے لڑکے مرے۔ جب کوئی لڑکا مرتا تو میں یہی سمجھتا کہ اس میں کوئی نقص ہوگا۔ خدا تعالیٰ اس سے بہتر بدلہ دے گا۔ خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے مایوس ہونا تو کافروں کا کام ہے۔ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی جب قدر نہیں کی جاتی تو وہ نعمتیں چھن جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں جاتی ہی نہیں مگر ناشکری سے۔ جب نعمت چلی جائے تو آدمی مایوس نہ ہو۔

میرے بچے جب مرے تو میرے دل میں یہی ڈالا گیا کہ اگر تم مرتے تب بھی یتیم سے جدا ہوجاتے۔“

(مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین مرتبہ اکبر شاہ خان نجیب آبادی سن اشاعت 2009ء صفحہ 207)

☆☆☆☆☆

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت محمودہ بیگم صاحبہ (اُمِّ ناصر)

الفضل اپنے ساتھ میری بیوی کی قربانی کو تازہ رکھے گا

حضرت سیّدہ اُمِّ ناصر صاحبہ نے اخبار الفضل کو شروع کرنے میں حضرت مصلح موعودؓ کا بے حد ساتھ دیا اور اپنا زیور اسلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت مصلح موعودؓ 1924ء میں الفضل کے مضمون میں حضرت اُمِّ ناصر کی اس قربانی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اسی طرح تحریک کی جس طرح خدیجہؓ کے دل میں حضرت رسولِ کریم ﷺ کی مدد کی تحریک کی تھی۔ انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں روپیہ لگانا ایسا ہی ہے جیسے کنوئیں میں پھینک دینا اور خصوصاً اس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود جو اس زمانہ میں شاید سب سے بڑا مذموم تھا۔ اپنے دو زیور مجھے دے دیے کہ میں ان کو فروخت کر کے اخبار جاری کر دوں۔ ان میں سے ایک تو ان کے اپنے کڑے تھے اور دوسرے ان کے بچپن کے کڑے تھے جو انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم کے استعمال کے لیے رکھے ہوئے تھے۔ میں زیورات کو لے کر اسی وقت لاہور گیا اور پونے پانچ سو کے وہ دونوں کڑے فروخت ہوئے، یہ ابتدائی سرمایہ الفضل کا تھا۔ الفضل اپنے ساتھ میری بے بسی کی حالت اور میری بیوی کی قربانی کو تازہ رکھے گا... بارہا وہ مجھے اپنی بیوی کی وہ قربانی یاد دلاتا ہے جس کا مستحق نہ میں اپنے پہلے سلوک سے تھا نہ بعد کے سلوک نے مجھے اس کا مستحق ثابت کیا ہے۔ وہ بیوی جن کو میں نے سونے کی انگوٹھی بھی شاید بنا کر نہ دی تھی اور جن کو بعد میں اس وقت تک میں نے صرف ایک انگوٹھی بنوا کر دی ہے۔ ان کی یہ قربانی میرے دل پر نقش ہے۔ اگر ان کی اور قربانیاں اور ہمدردیاں اور اپنی سختیاں اور تیزیاں میں نظر انداز بھی کردوں تو ان کا یہ سلوک مجھے شرمندہ کرنے کے لیے کافی ہے۔ اس حسنِ سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیے جن سے میں دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوا اور میرے لیے زندگی کا ایک نیا ورق الٹ دیا بلکہ ساری جماعت کی زندگی کے لیے بھی ایک بہت بڑا سبب پیدا کر دیا۔ کیا ہی سچی بات ہے کہ عورت ایک خاموش کارکن ہوتی ہے۔ اس کی مثال اس گلاب کے پھول کی سی ہے جس سے عطر تیار کیا جاتا ہے۔ لوگ اس دکان کو تو یاد رکھتے ہیں جہاں سے عطر خریدتے ہیں مگر اس گلاب کا کسی کو خیال نہیں آتا جس نے مر کر ان کی خوشی کا سامان پیدا کیا۔“

(الفضل 4 جولائی 1924ء)

بہت محبت اور خدمت کرنے والی بیوی

حضرت سیّدہ اُمِّ ناصر صاحبہ ایک نہایت درجہ وفاشعار محبت اور خدمت کرنے والی بیوی تھیں۔ حضور کی ہر چھوٹی بڑی ضرورت کا خیال رکھتیں۔ اپنے یہاں باری کے روز حضور کے لیے خود صفائی ستھرائی اور سلیقے سے گھر تیار کرتیں اور مزیدار کھانا، حضور کا پسندیدہ کھانا، جو سادہ ہوتا تھا بناتی تھیں۔... صاحبزادی آپا ناصرہ بیگم صاحبہ تحریر کرتی ہیں:

”حضرت ابّا جان کی باری والے دن ان کا کھانا بڑے اہتمام سے بناتیں۔ اپنے ہاتھ سے گوشت کی ایک ایک بوٹی دھوتیں، سبزی بھی خود بناتیں اور خود ہی دھوتیں۔ اپنے سامنے انگیٹھی رکھوا کر خود تیار بھی کرتیں۔ جب آپ کی صحت ٹھیک تھی اس وقت تو باورچی خانے میں ہی جا کر تیار کرتیں۔ حضرت ابّا جان کو بھی امّی جان کا کھانا بہت پسند تھا۔“

(سیرت و سوانح حضرت سیّدہ اُمِّ ناصر صاحبہ شائع کردہ لجنہ اماء اللہ بھارت صفحہ 26)

خاوند کو ہر تکلیف سے بچانا

محترمہ صاحبزادی آپا ناصرہ بیگم صاحبہ تحریر کرتی ہیں:

”حضرت ابّا جان نے جب جماعتی ضرورت کی وجہ سے آپا جان امۃ الحی صاحبہ سے شادی کرنے کا ارادہ کیا تو امّی جان سے ذکر کیا۔ غالباً اس وقت بیمار تھیں۔ امّی جان کہنے لگیں ”اگر آپ کو ضرورت ہے تو بے شک شادی کرلیں مگر آپ کے کپڑوں وغیرہ کا انتظام سب میرے پاس رہے گا۔ ”ابّا جان نے فرمایا ”یہی ہوگا“۔ سو امّی جان کی وفات تک ابّا جان کے کپڑے وغیرہ اور برتن جو مہمانوں کے لیے آپ نے جمع کیے ہوں گے امّی جان کے پاس ہی رہے۔ امّی جان کی وفات کے بعد میں نے کپڑے چھوٹی آپا صاحبہ کو اور برتن مہر آپا صاحبہ کو بھجوا دیے۔ چنانچہ ابّا جان کے کپڑوں کی امّی جان انچارج ہوتی تھیں۔ حضرت ابّا جان کو کپڑے پہننے کے لیے جب بھجواتیں مجھے یاد ہے لٹھے کی شلواروں کے نیفے مایا کی وجہ سے اکڑ جاتے اُن کے تمام بل اپنے ہاتھوں سے مَل کر نرم کرتیں تا کہ حضرت ابّا جان کو تکلیف نہ ہو۔ پگڑیاں گھر میں ہی دھلوا کر مایا دلوا کر اپنے سامنے بیٹھ کر ٹھیک کرواتیں تا کہ حضرت ابّا جان کی پگڑیاں بالکل درست ہوں۔“

(سیرت و سوانح حضرت سیّدہ اُمِّ ناصر صاحبہ شائع کردہ لجنہ اماء اللہ بھارت صفحہ 27)

اپنے شوہر سے بے لوث اور بے داغ محبت کی

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے تحریر کرتے ہیں:

”آپ کو حضور سے جو تعلق اور اُنس تھا اُس کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ آپ نے اپنے شوہر سے بے لوث اور بے داغ محبت کی۔ جہاں وہ بہترین ماں تھیں وہاں انتہائی ایثار و خلوص سے ساری زندگی شوہر کی خدمت میں گزار دی۔“

(سیرت و سوانح حضرت سیّدہ اُمِّ ناصر صاحبہ شائع کردہ لجنہ اماء اللہ بھارت صفحہ 31)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت سیّدہ امۃ الحی بیگم صاحبہ

سب بیویوں میں بہت تابعدار بیوی

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ فرماتی ہیں کہ:

”حضرت خلیفہ اوّلؓ کی وفات کے چند روز بعد ہی بڑے بھائی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے کہا تھا کہ میرا کوئی ظاہری رشتہ حضرت مسیح موعود کے خاندان سے ہوجائے یہ میری بڑی خواہش ہے۔ بھائی صاحب نے مجھے فرمایا کہ آپ کی وہ تمنا اب مَیں پوری کروں اور امۃ الحی کے لیے درخواست رشتہ بھیجوں۔ خیر پھر تحریک ہوئی اور شادی ہوگئی۔ امۃ الحی بہت چاہنے والی بہت تابعدار بیوی ثابت ہوئیں۔ ذہانت تو غضب کی پائی تھی۔ اشارہ بات کا پا جاتی تھیں۔ اشعار سے بھی دلچسپی تھی۔

ایک خط میں مجھے لکھا کہ میری سب بیویوں میں امۃ الحی میری بہت تابعدار بیوی تھی۔ آپ کو ان سے بہت محبت تھی اور وہ مرحومہ ہم سب سے، مجھ سے اور حضرت امّاں جان سے تو خصوصاً بہت ہی محبت کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے۔ آمین“

(سیرت و سوانح حضرت سیّدہ امۃ الحی بیگم صاحبہ شائع کردہ لجنہ اماء اللہ بھارت صفحہ 23)

نہایت اعلیٰ مثالی ازدواجی زندگی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جب شادی کی تو ان پر احسان سمجھ کر کی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی اس خواہش کو پورا کروں گا کہ حضرت مسیح موعود کے خاندان سے آپ کے خاندان کا خونی رشتہ قائم ہوجائے۔ لیکن میں نہیں جانتا تھا یہ میری نیک نیتی اور اپنے استاد اور آقا کی خواہش کو پورا کرنے کی آرزو، ایسے اعلیٰ درجہ کے پھل لائے گی، اور میرے لیے اس سے ایسے راحت کے سامان پیدا ہوں گے۔ مجھے بہت سی شادیوں کے تجربے ہیں۔ مَیں نے خود بھی کئی شادیاں کی ہیں اور بحیثیت ایک جماعت کا امام ہونے کے ہزاروں شادیوں سے تعلق ہے اور ہزاروں واقعات مجھ تک پہنچتے رہتے ہیں۔ مگر میں نے عمر بھر کوئی ایسی کامیاب اور خوش کرنے والی شادی نہیں دیکھی جیسی میری یہ شادی تھی۔“

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ 204-205)

خاوند کے چہرے کو دیکھ کر چہرے کو خوش بنالینا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایسے مواقع پیش آئے کہ میں ان سے ناراض ہوا، مگر سوائے ایک دفعہ کے ان کے چہرے پر کبھی بل نہ دیکھا۔ خواہ وہ کتنے ہی رنج اور صدمہ کی حالت میں ہوں، جب میری شکل دیکھتیں تو اپنے چہرے کو خوش بنا لیتیں، تا کہ مجھ پر جسے اور بہت سے فکر دامن گیر رہتے ہیں ان کا غمگین چہرہ دیکھ کر اور اثر نہ ہو۔ مذکورہ بالا موقع پر ایک ایسی ہی وجہ پر جو معقول وجہ تھی ان کو غلط فہمی تھی ناراض ہوئیں اور اس کا پتہ بھی مجھے اس طرح لگا کہ مَیں نے ان کے چہرہ پر ملال کے آثار دیکھے۔ میں نے پوچھا آج تک میں نے تمہارے چہرہ پر ایسے آثار نہیں دیکھے تھے جو آج ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

تب انہوں نے وہ بات بتائی جس کے متعلق انہیں غلط فہمی تھی۔ میں نے ان کی غلط فہمی کو دور کر دیا اور اس وقت انہیں ایک بات کہی جسے خدا تعالیٰ نے پورا کر دیا مگر اس کی خوشی دیکھنا ان کے لیے مقدّر نہ تھی۔“

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ 205-206)

جس طرح پہاڑ سے ٹکرا کر کوئی چیز ٹھہر جاتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اپنی حرم حضرت سیّدہ امۃ الحی بیگم صاحبہ کے متعلق فرماتے ہیں:

”خواہ ان کی کوئی حالت ہوتی، کتنے غصہ اور جوش میں ہوتیں۔ دینی ذکر کے بعد میں نے دیکھا ان کی طبیعت معاً دب جاتی۔ عورتوں کو تو عام طور پر دیکھا ہے اور بعض مردوں کو بھی کہ جب وہ غصہ کی حالت میں ہوں تو فوراً غصہ کو روک نہیں سکتے آہستہ آہستہ ان کی طبیعت بحال ہوگی۔ لیکن ان کو میں نے دیکھا اگر ان کی غلطی ہوتی اور بتایا جاتا کہ دین میں یوں ہے تو فوراً ان کی تسلی ہوجاتی اور اس طرح ان کی طبیعت ساکن ہوجاتی جس طرح پہاڑ سے ٹکرا کر کوئی چیز ٹھہر جاتی ہے۔“

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ 205)

اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ۔ روحیں ایک دوسرے سے وابستہ اور پیوستہ ہوتی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اپنی حرم حضرت سیّدہ امۃ الحی بیگم صاحبہ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

”اس وقت تک کوئی ایسی حالت مجھ پر نہیں گزری کہ میں نے اس نقصان کو بھلایا ہو اور آج تک میں نے کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی جس میں امۃ الحی مرحومہ کے لیے دعا نہیں کی۔ مَیں جب رسول کریم ﷺ کا خیال کرتا ہوں تو مجھے آپ کے اخلاق نہایت ہی پیارے لگتے ہیں کہ آپ کو اتنے بڑے بڑے کام سرانجام دیتے ہوئے

کبھی خدیجہؓ نہ بھولیں۔

حدیث میں آتا ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات پر نو دس سال گزر جاتے ہیں یہ معمولی زمانہ نہیں۔۔لوگ رسول کریم ﷺ کے پاس تحفہ لاتے ہیں جسے دیکھ کر آپؐ کو آنسو آجاتے ہیں اور پُرنم آنکھوں سے فرماتے ہیں یہ تحفہ فلاں عورت کے پاس لے جاؤ کیونکہ وہ میری خدیجہ کی سہیلی تھی۔ فلاں عورت کے پاس لے جاؤ کہ میری خدیجہؓ سے بہت محبت کرتی تھی۔ ایک دفعہ ایک عورت آپ ﷺ سے ملنے کے لیے آئی آپ اسے دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی چادر بچھا کر اُسے بٹھایا۔ صحابہؓ نے پوچھا یہ کون ہے۔ فرمایا: خدیجہؓ کو اس سے محبت تھی۔

ایک نادان سمجھتا ہے یہ شرک ہے اور دل کی کمزوری کا نتیجہ ہے حالانکہ سالہا سال تک ایک مرنے والے کو جس کی یاد کوئی چیز نہ دلاتی ہو یاد رکھنا وفاداری ہے۔ شرک نہیں۔۔۔۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے: اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ کہ روحیں ایک دوسرے سے وابستہ اور پیوستہ ہوتی ہیں۔ یعنی بعض کا بعض سے تعلق ہوتا ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ میری روح کو امۃ الحئی کی روح سے ایک پیوستگی حاصل تھی۔''

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ 203-204)

☆☆☆☆☆

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور حضرت سیّدہ مریم بیگم صاحبہ (اُمّ طاہر)

حضرت سیّدہ اُمّ طاہر صاحبہ کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک مضمون تحریر فرمایا جس میں تفصیل سے اس بات کا ذکر فرمایا کہ حضرت سیّدہ مثالی بیوی تھیں۔ اس مضمون میں سے بطور تبرک چند حصے ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

''۔۔۔جب میں سفر انگلستان سے واپس آیا اور آنے کے چند روز بعد امۃ الحئی فوت ہوگئیں تو ان کے چھوٹے بچوں کا سنبھالنے والا مجھے کوئی نظر نہ آتا تھا۔ ادھر مرحومہ کے دل پر ان کی وفات کے وقت اپنے بچوں کی پرورش کا سخت بوجھ تھا۔ خصوصاً امۃ القیوم بیگم کے بارہ میں وہ بار بار کہتی تھیں۔۔۔امۃ الحئی سے کہا امۃ الحئی! تم اس قدر فکر کیوں کرتی ہو؟ اگر میں زندہ رہا تو تمہارے بچوں کا خیال رکھوں گا اور انشاء اللہ انہیں کوئی تکلیف نہ ہونے دوں گا۔ میں نے ان کی تسلی کے لیے کہنے کو تو کہہ دیا مگر سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کروں۔

انیس سالہ لڑکی یکدم تین بچوں کی ماں ہوگئی

آخر امۃ الحئی کی وفات کی پہلی رات میں نے مریم سے کہا۔ مریم مجھ پر ایک بوجھ آپڑا ہے۔ کیا تم میری مدد کرسکتی ہو؟ اللہ تعالیٰ کی ہزار ہزار برکتیں ان کی روح پر ہوں وہ فوراً بول پڑیں۔ ہاں میں ان کا خیال رکھوں گی۔ جس طرح ماں اپنے بچوں کو پالتی ہے میں ان کو پالوں گی۔ اور دوسرے دن قیوم اور رشید کو لا کر میں نے ان کے حوالے کر دیا۔۔۔۔مجھے امۃ الحئی بہت پیاری تھی اور پیاری ہے۔ مگر میں دیانتداری سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اگر وہ زندہ رہتیں تو اس طرح اپنے بچوں کی بیماری میں ان کی تیمارداری کرسکتیں۔ جس طرح مریم بیگم نے ان کے بچوں کی بیماریوں میں ان کی تیمارداری کی۔۔۔۔انیس سالہ لڑکی کا یکدم تین بچوں کی ماں ہو جانا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ مگر انہوں نے خوشی سے اور جوش سے اس بوجھ کو اٹھایا اور میری اس وقت مدد کی جب ساری دنیا میں میرا کوئی مددگار نہ تھا۔ انہوں نے مجھے اس وعدہ کی ذمہ داری سے سبکدوش کیا جس سے سبکدوش ہونا میرے بس کی بات نہ تھی۔۔۔۔

میں نے ان سے اس وقت وعدہ کیا کہ مریم! تم ان بے ماں کے بچوں کو پالو اور میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تم سے بہت محبت کروں گا اور میں نے خدا تعالیٰ سے رو رو کر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی محبت میرے دل میں پیدا کردے اور اس نے میری دعا سن لی۔۔۔۔

دروازہ پر اپنے خاوند کی منتظر رہتیں

علمی باتیں نہ کرسکتی تھیں۔ مگر علمی باتوں کا مزہ خوب لیتی تھیں۔ جمعہ کے دن اگر کسی خاص مضمون پر خطبہ کا موقعہ ہوتا تھا۔ تو واپسی پر مَیں اس یقین سے گھر میں گھستا تھا کہ مریم کا چہرہ چمک رہا ہوگا اور وہ جاتے ہی تعریفوں کے پل باندھ دیں گی اور کہیں گی کہ آج بہت مزہ آیا اور یہ قیاس میرا شاذ ہی غلط ہوتا تھا۔ میں دروازے پر انہیں منتظر پاتا۔ خوشی سے ان کے جسم کے اندر ایک تھرتھراہٹ سی پیدا ہو رہی ہوتی تھی۔

مریم ایک بہادر دل کی عورت تھیں۔ جب کوئی نازک موقع آتا۔ میں یقین کے ساتھ ان پر اعتبار کرسکتا تھا۔ ان کی نسوانی کمزوری اس وقت دَب جاتی۔ چہرہ پر استقلال اور عزم کے آثار پائے جاتے اور دیکھنے والا کہہ سکتا تھا کہ اب موت یا کامیابی کے سوا اس عورت کے سامنے کوئی تیسری چیز نہیں ہے۔ یہ مرجائے گی مگر کام سے پیچھے نہ ہٹے گی۔ ضرورت کے وقت راتوں اس میری محبوبہ نے میرے ساتھ کام کیا ہے اور تھکان کی شکایت نہیں کی۔ انہیں صرف اتنا کہنا کافی ہوتا تھا کہ یہ سلسلہ کا کام ہے۔ یا سلسلہ کے لیے کوئی خطرہ یا بدنامی ہے اور وہ شیرنی کی طرح لپک کر کھڑی ہو جاتیں اور بھول جاتیں اپنے آپ کو، بھول جاتیں کھانے پینے کو، بھول جاتیں اپنے بچوں کو۔ بلکہ بھول جاتی تھیں مجھ کو بھی اور صرف انہیں وہ کام ہی یاد رہ جاتا تھا۔۔۔۔

خاوند کے رشتہ داروں سے محبت

میری مریم کو میرے رشتہ داروں سے بہت محبت تھی۔ وہ ان کو اپنے عزیزوں سے زیادہ پیار کرتی تھی۔ میرے بھائی، میری بہنیں، میرے ماموں اور ان کی اولادیں انہیں بے حد عزیز تھے۔ ان کی نیک رائے کو وہ بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھیں اور اس کے حصول کے لیے ہر ممکن کوشش کرتی تھیں۔۔۔۔ہمارے خاندان میں کسی کو کوئی تکلیف ہو سب سے آگے خدمت کرنے کو مریم موجود ہوتی تھیں اور رات دن جاگنا پڑے تو اس سے دریغ نہ ہوتا تھا۔۔۔۔

خاوند کی خدمت میں پیش پیش

۔۔۔دہلی سے واپسی کے معاً بعد مجھے سخت دورہ کھانسی بخار کا ہوا جس میں مرحومہ نے حد سے زیادہ خدمت کی۔ ان گرمی کے ایام میں رات اور دن میرے پاس رہتیں اور اکثر پاخانہ کا برتن خود اٹھاتیں اور خود صاف کرتیں، کھانا بھی پکاتیں۔۔۔۔میں جاگتا تو ساری ساری رات ساتھ جاگتیں۔ سوجاتا اور کھانسی اُٹھتی تو سب سے پہلے وہ میرے پاس پہنچ چکی ہوتی تھیں۔۔۔۔

کیا معلوم پھر ثواب کمانے کا موقعہ ملے یا نہ ملے

۔۔۔اس کے بعد رمضان آگیا اور ہندوستانی عادت کے ماتحت قافلہ کے لوگوں نے غذا کے بارے میں شکایات شروع کیں اور ملازم آخر ملازم ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مرحومہ نے اس جان لیوا بیماری میں رات کو اٹھ اٹھ کر تین تین چار چار سیر کے پراٹھے سحری کے وقت پکا کر لوگوں کے لیے بھیجے جس سے بیماری کے مقابلہ کی طاقت جسم سے بالکل جاتی رہی۔۔۔میں نے ان کو روکا مگر اس کا جواب انہوں نے یہی دیا کہ کیا معلوم پھر ثواب کمانے کا موقعہ ملے یا نہ ملے اور اس عمل سے نہ رکیں۔۔۔۔

شاندار مومنانہ انجام

۔۔۔آخر دو بج کر دس منٹ پر جبکہ میں گھبرا کر باہر نکل گیا تھا۔ عزیزم میاں بشیر احمد صاحبؓ نے باہر نکل کر مجھے اشارہ کیا کہ آپ اندر چلے جائیں۔ اس اشارہ کے معنی یہ تھے کہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ صادر ہو چکا ہے۔ مَیں اندر گیا اور مریم کو بے حس وحرکت پڑا ہوا پایا۔ مگر چہرہ پر خوشی اور اطمینان کے آثار تھے۔ ان کی لمبی تکلیف اور طبیعت کے چڑچڑاپن کی وجہ سے مجھے ڈر تھا کہ وفات کے وقت کہیں کسی بے صبری کا اظہار نہ کر بیٹھیں اس لیے ان کے شاندار اور مومنانہ انجام پر میرے منہ سے بے اختیار الحمدللہ نکلا اور میں ان کی چارپائی کے پاس قبلہ رخ ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر گیا اور دیر تک اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہا کہ اس نے ان کو ابتلاء سے بچایا اور شکر گزاری کی حالت میں ان کا خاتمہ ہوا۔''۔۔۔

(انوار العلوم جلد 17 صفحہ 374 تا 388)

☆☆☆☆☆

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت سیّدہ بشریٰ بیگم صاحبہ (مہر آپا)

اہل خانہ سے سلوک

حضرت سیّدہ بشریٰ بیگم صاحبہ (مہر آپا) حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آپ کی عائلی زندگی پر روشنی ڈالنے والے واقعات تحریر فرماتی ہیں کہ:

''ڈلہوزی'' برف باری کے بعد ہم لوگ حضرت اقدس کی معیت میں ذرا تفریح کے لئے باہر نکلے۔ میں نے آپ سے کہا چلیں برف میں دوڑ لگاتے ہیں۔ دیکھیں کون آگے نکلتا ہے۔ چنانچہ ہم تینوں نے (حضرت اقدس، خاکسار اور چھوٹی آپا) دوڑ لگائی۔ میں سب سے آگے نکل گئی۔ میرے بعد آپ کا نمبر تھا۔ خوب ہنسے اور محظوظ ہوئے۔ پارٹیشن کے بعد ہم سندھ کے سفر پر گئے ایک دن سیر کے لئے باغ (ناصر آباد) میں جا رہے تھے وہ باغ خاصا بڑا ہے اور باپردہ ہے۔ چہل قدمی کے دوران میں نے آپ سے کہا کہ چلیں گھاس پر دوڑ لگائیں۔ آپ مسکرائے اور پھر میرے ساتھ دوڑنے کے لئے تیار ہوگئے اب جو ہم دونوں نے دوڑ لگائی تو میں آپ سے چار پانچ گز پیچھے رہ گئی۔ آپ کھلکھلا کر ہنسے اور ۔۔۔۔ فرمایا کہ لو بھئی! بددل ہونے کی کوئی بات نہیں یہ ''ڈلہوزی'' برف کی دوڑ کا بدلہ ہے۔ جب تم جیت گئی تھیں آج ہم جیتے اور گھر پہنچ کر سب کو بتایا کہ آج یہ دوڑ میں ہار گئیں۔۔۔۔

(الفضل 26 مارچ 1966ء)

اہلیہ کی تیمارداری

گرمی کے دنوں میں ایک دفعہ بخار سے میں بیمار ہوگئی۔ ایک دن ٹمپریچر 105 تک پہنچ گیا اور ہذیان شروع ہوگیا۔ آپ کو کسی طرح پتہ چلا۔ اس گرمی کی شدت میں آپ جلدی سے اوپر میرے پاس آئے۔ آپ ایسی شدید گھبراہٹ میں نیچے اترے کہ پاؤں میں سلیپر تک نہ پہنے اور نہ گرمی کی پرواہ کی۔ ڈاکٹر صاحب کو بلایا اور اس وقت تک میرے پاس سے چلے نہیں جب تک کہ پانی پٹی وغیرہ سے بخار کم نہیں ہو گیا۔ اس دوران ہومیو پیتھک ادویہ وقفہ کے ساتھ اپنے ہاتھ سے مجھے دیتے رہے۔۔۔

(الفضل 26 مارچ 1966ء)

کام میں مدد کرنا

آپ باوجود چوبیس گھنٹہ سلسلے کے کام میں مصروفیت کے اور اپنی صحت کی کمزوری کے بے شمار ذمہ داریوں کے باوجود جب موقع ملتا بیویوں کے ساتھ گھر کے کام میں ضرور مدد کرواتے۔ خواہ ہم لوگ کتنا ہی اسے ناپسند کیوں نہ کرتیں۔

گرمی ہی کے دن تھے رات تقریباً ایک دو بجے اچانک بارش آگئی بارش بھی خاصی موسلا دھار۔ ہم لوگ بصد مشکل اٹھے اور سامان لپیٹنے لگے۔ میرا اصرار تھا کہ آپ جلدی کمرہ میں چلے جائیں میں بستر وغیرہ لے کر آتی ہوں۔ آپ مصر تھے کہ میں تمہارے ساتھ یہ تمام کام کروں گا۔ میں نے چاہا آپ کی تکلیف کے خیال سے کہ نیچے گھنٹی کر کے کسی لڑکی کو مدد کے لئے بلاؤں لیکن آپ نے فرمایا نہیں یہ کام کرنے والے اس وقت سو رہے ہوں گے۔ یہ آرام ہی کریں۔ تمہارے ساتھ کام مَیں کروں گا۔ مجھے ڈر تھا کہ آپ اس کیچڑ میں کہیں لیس نہ ہو جائیں۔ گاؤٹ کی تکلیف رہا کرتی تھی اور مجھے یہ ڈر تھا کہ اگر خدانخواستہ آپ پھسلے تو پاؤں کی ہڈی کو کوئی ضرب نہ آجائے۔ لیکن آپ نے ایک نہ مانی۔ تمام بستر اور سامان میرے ساتھ اٹھا لیا۔ سر سے پاؤں تک ہم بھیگے چھت پر۔ کیچڑ کا یہ حال تھا کہ آخر میں ہم دونوں ایک دوسرے کو سپورٹ کر کے کمرے تک پہنچے۔ اس کے بعد ہی چھت پر فرش لگا اور برساتی بنوانے کا آرڈر دیا گیا۔

(الفضل 26 مارچ 1966ء)

ازواج سے حسن سلوک

آپ کی ازواج بھی بیک وقت چار رہیں۔ کیا مجال جو کسی بیوی کو ذرہ بھر شکایت کا موقع آپ کی ذات سے پیدا ہوا ہو۔ یا ازواج ہی کو کبھی اس قسم کی باہمی تلخی سے دو چار ہونا پڑا ہو۔ ہر بیوی آپ سے اپنی جگہ اس قدر خوش اور مطمئن کہ شاید ہی کسی کی بیوی فی زمانہ اپنے خاوند سے خوش رہ سکتی ہے۔ حضور نے انصاف کا ترازو اس قدر خوبصورتی سے پکڑا کہ خود سوچ کر حیرت ہوتی ہے۔ غور کرنے اور دیکھنے سے یہ بات کہے بغیر رہا نہیں جاتا کہ حضور نے اپنی چاروں بیویوں کا انفرادی طور پر اور مجموعی طور پر اس قدر خیال رکھا کہ ہر بیوی کے دماغ کے رگ و ریشہ میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ جو تعلق حضور کو مجھ سے ہے وہ کسی اور سے کیا ہوگا۔ اپنے اپنے گھروں میں اپنی جگہ تمام خوش اور مطمئن ہیں۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ حضور نے ہر بیوی کو اس کے حقوق دیے کہ کیا کوئی دے گا۔ ہر بیوی کا خیال اس حد تک رکھا کہ ہر بیوی اپنے عزیزوں (میکے والوں) تک کو بھول کر حضور ہی کی ذات میں کھو کر رہ گئیں۔ بیویوں کی خوشی میں، بیویوں کے غم اور دکھ درد میں بیویوں کی بیماری اور پریشانی میں باوجود غیر معمولی دینی مصروفیات اور سلسلہ کی ذمہ داریوں کے آپ ہر وقت ہر موقع پر شریک ہوئے اور ان کی اس قدر خوبصورت طریق سے دلداریاں کیں کہ اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔۔۔۔

(مصباح دسمبر، جنوری 1964ء)

سیر و تفریح کروانا

آپ سیر و تفریح کو پسند فرماتے ہیں۔ نہ صرف اپنے لئے بلکہ اس میں کافی خوشی محسوس کرتے ہیں کہ آپ کی ازواج آپ کی سیر و تفریح میں حصہ لیں۔ بوٹنگ، شوٹنگ

اوررائڈنگ کے لئے ہمیں اپنے ساتھ لے جا کر سکھاتے۔ قادیان میں راجپورہ وغیرہ میں ساتھ لے جا کر خود شکار کرتے اور ہمیں سکھاتے۔ سندھ کے سفر میں رائڈنگ سکھاتے۔ پکنک کا انتظام کرتے۔ ان تمام مشاغل میں پردے کا اہتمام اور احترام وہی ہوتا جو ہونا چاہیے۔ بیوی کی ادنیٰ سے ادنیٰ خواہش کو بھی کبھی ردّ نہیں کرتے۔ ہمیشہ اس جائز خوشی اور خواہش کو پورا کرنے میں انتہائی خوشی محسوس کی۔ ایک دفعہ میں نے بے ساختگی میں کہیں کہہ دیا کہ جب سے قادیان آئی ہوں میں نے برف نہیں دیکھی۔ برف گرتے دیکھنے کو دل چاہتا ہے۔ میں نے یہ بات سرسری کی۔ لیکن آپ نے اپنے دل میں اس بات کو رکھ لیا۔ جونہی سردیوں میں برف باری کا موسم آیا۔ آپ ہمیں ڈلہوزی لے گئے اور جا کر برفباری دکھائی...

(مصباح دسمبر، جنوری 1964ء)

سسرالی عزیزوں سے سلوک

آپ نہ صرف بیویوں کا خیال رکھتے ہیں۔ بلکہ ہر بیوی کے عزیزوں کا خیال بھی، اسی محبت، اسی خلوص، اسی قربانی سے کرتے ہیں کہ اس کے متعلق اگر وضاحت کی جائے تو اس کے لئے بہت بڑی ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ میں مختصراً ہی بیان کروں گی۔ خود بیوی کے ایک ایک عزیز کا پوچھیں گے۔ ان کی خوشی وغمی میں پورے اہتمام اور انہماک سے حصہ لیں گے۔ بیویوں کے ضرورتمند عزیزوں کا اتنا خیال کہ بعض اوقات بیویوں کو اس بات پر ناراضگی کا اظہار کرتے کہ میرے فلاں عزیز کو فلاں تکلیف تھی تم نے مجھے کیوں نہ بتایا (بیوی کے عزیز کو آپ نے کبھی بیوی کا عزیز نہیں سمجھا اور نہ ہی کبھی یہ فرمایا کہ تمہارے فلاں عزیز بلکہ ہمیشہ میرا فلاں عزیز فرمایا کرتے ہیں) اور پھر ان کی ضروریات کو اس طرح پورا کرتے ہیں کہ بڑے سے بڑا فیاض بھی حضور کی فیاضی اور دریادلی کے سامنے ہیچ ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس قدر محبت و پیار اور فیاضانہ سلوک کرنے کے بعد کیا مجال جو کبھی آپ نے اشارۃً یا کنایۃً اپنے اس رویہ کا ذکر بھی کیا ہو۔ اب میاں بیوی کا معاملہ واحد ہوتا ہے۔ کبھی تخلیے میں بھی انسان بے تکلفی میں اظہار کر دیتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اس قدر لمبا عرصہ گزارنے پر بھی مجھے کبھی کوئی ایسی مثال ڈھونڈے نہیں ملی...۔"

(مصباح دسمبر، جنوری 1964ء)

گھریلو زندگی کے ہر شعبے میں دلچسپی

حضرت سیّدہ مہر آپا بیان فرماتی ہیں:

"...گھر کے ان کاموں میں بھی دلچسپی لیتے جو صرف عورتوں سے ہی تعلق رکھتے تھے۔ ایک دفعہ حضور نے مجھے فرمایا کہ آج موسم بہت خوشگوار ہے۔ (ڈلہوزی کے قیام کا ذکر ہے) اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں اپنے ہاتھ سے بریانی پکا کر کھلاؤں۔ مَیں نے اسے محض مذاق سمجھا اور پھر تعجب سے بار بار پوچھا کہ کیا واقعی آپ بریانی پکا سکتے ہیں؟ اس پر آپ نے اپنے کمرہ میں بریانی پکانے کے لیے تمام سامان منگوالیا۔ ایک ایک چیز آپ کے کمرہ میں لائی گئی۔ مجھے پاس بٹھالیا اور فرمایا اب دیکھتی جاؤ ہمارا یہ کمال بھی۔ مگر مجھے اب بھی یہ یقین نہ تھا کہ آپ خود کچھ پکا سکیں گے۔ میرا غالب خیال یہی تھا کہ ہم میں سے کسی سے پکوائیں گے۔ لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ آپ اس کھانے کے پکانے کا پورا اہتمام خود ہی کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ڈش نہایت لذیذ تیار ہو گیا اور پھر جب گھر والوں سے باری باری آپ استفسار فرماتے کہ بتاؤ میں نے یہ ڈش کیسے تیار کیا اور پھر ہنس ہنس کر مجھے بار بار مخاطب کرتے اور فرماتے کیوں اب میرے پکانے کا یقین آیا یا نہیں؟ اسی طرح آپ نے یکے بعد دیگرے چار پانچ ڈش باری باری ہر اچھے موسم میں پکائے۔ کبھی تو آپ صرف ہدایات دیتے جاتے اور کام ہم کرتے، کبھی اوپر کا تمام کام ہم سے کرواتے اور کھانے کی تیاری کا اصل کام خود کرتے چنانچہ چند ایک خاص کھانے میں نے حضور سے ہی سیکھے ہیں۔"

(الفضل 26 دسمبر 1969ء)

گھر کی تفریحی مجالس

حضرت سیّدہ مہر آپا صاحبہ تحریر فرماتی ہیں:

"قادیان کا ذکر ہے ایک دن موسلادھار بارش ہو رہی تھی۔ گرمی کا موسم تھا۔ مجھے فون کیا جلدی آؤ بڑے مزے کا دن ہے۔ حضور کی باری آپا جان مرحومہ کے ہاں تھی۔ میں نے فون پر کہا اس قدر موسلادھار بارش میں کیسے آؤں؟ بھیگ جاؤں گی۔ فرمانے لگے نہیں آجاؤ بارش میں بھیگنے کا بھی مزہ ہے۔ دیکھو! میں نے آموں کے ٹوکرے (جو سندھ کے باغ سے آئے تھے) صحن میں رکھوائے ہیں۔ آم بارش میں خوب ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔ بارش میں کھانے کا لطف آتا ہے۔ اسی طرح دوسرے گھروں میں سے بھی سب کو بلوایا اور خود اپنے ہاتھ سے اچھی قسم کے آم چھانٹتے اور سب کو باری باری دیتے اور ساتھ ہی بتاتے چلے جاتے کہ یہ آم کی فلاں قسم ہے۔ آم کی فلاں قسم کا پودا میں نے فلاں وقت فلاں سن میں لگوایا تھا۔ تھوڑی دیر کے لیے ایسی محفل جمتی کہ کوئی اس کا تصور ہی نہیں کرسکتا۔"

(الفضل 26 دسمبر 1969ء)

☆☆☆☆☆

بیوی بچوں کا خیال رکھنا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے بارہ میں آپ کی صاحبزادی محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ تحریر فرماتی ہیں:

"آپ کے جماعتی کام اس قدر بڑھے ہوئے تھے اور آپ اتنے عدیم الفرصت تھے کہ آپ کے لئے بچوں کی طرف توجہ دینا بظاہر ناممکن تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی پہلے سے دی ہوئی بشارتوں کے مطابق آپ میں غیر معمولی صلاحیتیں اور عام انسانوں سے بڑھ کر کام کرنے کی طاقت پائی جاتی تھی۔ اس لئے آپ جماعتی کاموں کے ساتھ ساتھ اپنی بیویوں اور بچوں کا بھی پورا پورا خیال رکھتے تھے۔"

(الفضل 10 دسمبر 1966ء)

کسی کام کے کرنے سے عار محسوس نہ کرتے

محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ آپ کے بارہ میں تحریر فرماتی ہیں: "آپ کو کسی کام سے عار نہیں تھا، سفروں میں برتن بھی دھو لیتے، کپڑے بستر وغیرہ بچھواتے، باہر سے سامان اٹھا کر لے آتے، مہمانوں کو کھانا خود اٹھا کر دیتے، اپنے رومال بنیان جراب وغیرہ دھو لیتے۔

ایک دفعہ دفتر کے برآمدے میں کچھ سامان کھولا اور اس سے گند وغیرہ پھیل گیا۔ اتنے میں کچھ ملنے والوں کی اطلاع ملی۔ حضرت ابّا جان نے میری ایک بہن سے کہا یہ صاف کروا دو۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ تشریف لائے دیکھا جگہ اسی طرح گندی ہے۔ آپ نے پوچھا ابھی صاف نہیں کروائی۔ اس نے جواب دیا کوئی آدمی آجائے تو کرواتی ہوں۔ فرمانے لگے تھوڑی دیر کے لیے تم ہی آدمی بن جاؤ۔ پھر جھاڑو لے کر خود صاف کرنے لگے۔"

(سوانح فضل عمر جلد 5 صفحہ 267-266)

کبھی بیٹیوں سے سسرال کے متعلق بات نہ پوچھی

محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں:

"میری شادی سے چند روز قبل کی بات ہے میں ایک کمرے کے دروازے میں کھڑی تھی۔ حضرت ابّا جان صحن میں ٹہل رہے تھے اور مجھے سمجھاتے جا رہے تھے۔ دیکھو تمہاری عادت ہے تم کھانے پر بہت نخرے کرتی ہو اور اکثر چیزیں تم نہیں کھاتیں۔ ماں باپ کے گھر میں تو ایسی چیزوں کا گزارہ ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی اولاد کے ناز نخرے اٹھا لیتے ہیں۔ مگر سسرال میں جا کر ایسا نہیں کرنا۔ جو ملے خاموشی سے کھا لینا وغیرہ۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ مَیں قریباً 6 سال چچا جان کے ساتھ رہی۔ کبھی ایک لفظ کھانے کے متعلق منہ سے نہیں نکلا۔ میری پسند ناپسند اس عرصہ میں ختم رہی۔ کبھی لڑکیوں سے سسرال کے متعلق بات نہ پوچھی۔ اگر کبھی کوئی بات دوسروں کے ذریعے پہنچی بھی تو سُنی اَن سُنی کر گئے۔ ہمیں اس لیے کبھی خیال نہیں آیا کہ مَیکے میں سُسرال کی بات بھی کرتے ہیں۔"

(سوانح فضل عمر جلد 5 صفحہ 385)

☆☆☆☆☆

...................(باقی آئندہ)

سکابائی (تنزانیہ) میں احمدیہ مسجد بیت النصر کا بابرکت افتتاح

(رپورٹ: وسیم احمد خان۔ ریجنل مبلغ موانزہ، شیانگا و سمیو ریجنز)

محض اللہ تعالیٰ فضل و کرم سے جماعت احمدیہ تنزانیہ کو تنزانیہ کے مختلف علاقوں میں مساجد کی تعمیر کی توفیق مل رہی ہے۔ اسی سلسلہ میں شیانگا ریجن کے ایک گاؤں سکابائی میں حال ہی میں ایک مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی۔ اس مسجد کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت النصر رکھا ہے۔

سکابائی گاؤں میں احمدیت کا قیام سال 2016ء میں ہوا۔ جب ہمارے معلمین سلسلہ قریبی جماعت شابولوبا کے بعض احمدی احباب کے ساتھ تبلیغ کرنے اس گاؤں پہنچے اور سکابائی کے لوگوں تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا تو پہلے ہی دن اللہ تعالیٰ کے فضل سے 60 سے زائد افراد کو اسلام احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ اللہ کے فضل سے اب یہاں پر احمدیوں کی تعداد 110 ہے۔ اور تمام نومبائعین ایمان واخلاص میں ترقی کر رہے ہیں۔

سال 2016ء کے دوران نمازیں، نماز جمعہ اور مختلف جلسے احمدی گھروں کے قریب ایک کھلے میدان میں آم کے درختوں کے نیچے منعقد ہوتے رہے۔ جہاں پر پلاسٹک شیٹس بچھا کر انتظام کیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب یہ نومبائعین جو کہ بے دین تھے احمدیہ مسلم جماعت میں شامل ہو کر اور حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آکر آم کے درختوں کے نیچے نمازیں ادا کرتے تھے تو

قریب سے گزرنے والے لوگ حسرت سے دیکھا کرتے تھے کہ کیسے یہ لوگ تبدیل ہو گئے ہیں۔ ان نمازیں پڑھنے والوں میں عورتیں، بچے مرد و جوان سب شامل ہوتے تھے۔ چنانچہ کھلے میدان میں نمازیں ادا کرنے کے ساتھ ساتھ مسجد کی تعمیر کے لئے مناسب پلاٹ کی تلاش کرتے رہے۔ بالآخر احمدی گھرانوں کے درمیان ایک مناسب جگہ مسجد کی تعمیر کے لئے مل گئی اور ماہ نومبر 2016ء میں پلاٹ خریدا گیا۔ اور مارچ 2017ء میں مسجد کی تعمیر شروع کردی گئی۔ نومبر 2016ء سے لے کر مارچ 2017ء تک کے عرصہ میں نومبائعین مسجد کی بنیادوں میں استعمال ہونے والے پتھر دور دراز سے لاتے رہے اور پلاٹ کے وسط میں جمع کرتے رہے۔ اسی طرح نومبائعین نے تعمیر کے دوران پانی کی فراہمی کو بھی یقینی بنایا اور بیل گاڑی کے ذریعہ پانی لاتے رہے۔ اسی طرح لجنہ نے وقار عمل کر کے پلاٹ کی صفائی ستھرائی میں اہم کردار ادا کیا۔ تین ماہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد مکمل ہو گئی۔ اور 12 جولائی 2017ء بروز بدھ اس مسجد کا افتتاح ہوا۔

افتتاح کے لئے امیر جماعت تنزانیہ مکرم طاہر محمود

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ 2017ء

نصرتِ الٰہی۔ ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت

(عطاء المجیب راشد۔ مبلغ انچارج یوکے)

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ۔ (سورۃ المومن 40:52)

میری تقریر کا عنوان ہے۔ ’’نصرتِ الٰہی ۔ ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت‘‘ ۔ یہ آیت کریمہ جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے اس مضمون کے حوالہ سے ایک بنیادی آیت ہے ۔ ترجمہ ہے: ’’یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ان کی جو ایمان لائے اس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے‘‘ ۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اس آیت کا مضمون اس طرح بیان فرمایا ہے:

’’ہمارا قانونِ قدرت یہی ہے کہ ہم اپنے پیغمبروں اور ایمان داروں کو دنیا اور آخرت میں مدد دیا کرتے ہیں‘‘
(تفسیر مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ 199)

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ایک یقینی اور حتمی وعدہ ہے... اصل بات یہ ہے کہ حقیقی معاون اور ناصر وہی پاک ذات ہے جس کی شان ہے نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ الْوَكِيل وَنِعْمَ النَّصِير۔‘‘
(تفسیر مسیح موعود جلد سوم صفحہ 199)

خالقِ کائنات رب العالمین کی سب مقدس صفات کی طرح نصرتِ الٰہی کا مضمون بھی بے انتہا وسعت کا حامل ہے۔ وقت کا ہر لمحہ اور کائنات کا ہر گوشہ اس نعمتِ خداوندی پر شاہدِ ناطق ہے۔ قرآن مجید کی بیسیوں آیات میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (سورۃ الرحمٰن 55:30) کے مطابق نصرتِ الٰہی کے جلوے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی غیبی حفاظت، شفایابی، دستگیری اور قبولیتِ دعا کے رنگ میں اور کبھی مخالفین کی ذلّت اور رسوائی اور عذاب کے رنگ میں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک نظم میں فرمایا ہے:

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالَم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ رہ کو اڑاتی ہے
وہ ہوجاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی، اُن پہ اک طُوفان لاتی ہے
غرض رُکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خَلق کی کچھ پیش جاتی ہے

انبیائے کرام کے زمانہ میں نصرتِ الٰہی

انبیائے کرام کی زندگیوں میں نصرت الٰہی کے جلوے مختلف رنگوں میں ظاہر ہوتے رہے۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي (سورۃ المجادلہ 58:22) کے مطابق مخالفین کی سرتوڑ کوششوں کے باوجود انبیائے کرام اپنے مقاصدِ بعثت میں کامیاب و کامران ہوتے رہے اور مخالفین نے ہمیشہ ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھا۔ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت یونسؑ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور دیگر انبیائے کرام کی مثالیں قرآن کریم میں بار بار بیان ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت ہمیشہ سب نبیوں اور ان کے متبعین کے سروں پر سایہ فِگن رہی۔

جب ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کا بابرکت دَور آیا تو مشکلات کے عظیم پہاڑوں کے مقابل پر اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کی جلوہ گری بھی ایک غیر معمولی عظمت اور شان سے ظاہر ہوئی۔ حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ نُورٌ عَلٰى نُور کا منظر پیش کرتا رہا۔ اعلان نبوت کے بعد مکہ میں ظلم وستم کا دور آیا۔ مکہ سے ہجرت کا نازک مرحلہ آیا۔ غارِ ثور میں پناہ کے دوران انتہائی خطرناک صورت پیدا ہوئی، احد اور دیگر غزوات کے میدانوں میں، یہودیہ کی طرف سے زہر کھلانے کی مذموم کوشش کے وقت، الغرض ہر موقعہ پر غالب اور مقتدر خدا کی تائید ونصرت کا سایہ آپ کے سر پر رہا اور وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (سورۃ المائدہ 5:68) کی بشارت آپ کے ساتھ رہی اور آپ ﷺ يَدْخُلُوْنَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا (سورۃ النصر 110:3) کا نظارہ دیکھ کر فائز المرام اس دنیا سے رخصت ہوئے!۔

مسیح پاک کی آمد کا مقصد

دہریت والحاد کی تاریکیوں میں غرق اِس تاریک دَور میں حضرت مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کی آمد کا بنیادی مقصد ہستی باری تعالیٰ کا اِثبات اور خدانمائی ہے۔ آپ نے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فیضان کی برکت سے دنیا کو دائمی نجات اور روحانی احیائے نَو کی نوید سناتے ہوئے فرمایا:

’’مَیں تمام دنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد2 صفحہ 311)

آپ فرماتے ہیں:

’’مَیں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو‘‘ (حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد22 صفحہ 619)

آپ نے مزید فرمایا:

’’اس نے مجھے بھیج کر ارادہ کیا ہے کہ تمام دہریوں اور بے ایمانوں کا منہ بند کردے جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں‘‘
(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد22 صفحہ 620)

اس بلند مقصد کی تکمیل کے لئے خدائے قادر وتوانا نے اس غلامِ صادق کو رسول مقبول ﷺ کی محبت میں کلیۃً فنا ہوجانے کی برکت سے غیر معمولی تائیدات اور دم بدم نازل ہونے والی نصرتِ الٰہی کی دولت سے نوازا۔ آپ نے کیا خوب فرمایا ہے:

’’میں اس کی تائیدوں کا ایک زندہ نشان ہوں‘‘
(لیکچر لدھیانہ ۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ 251)

مامورِ زمانہ مسیح دوراں حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کی ساری کی ساری زندگی تائیداتِ الٰہیہ اور نصرتِ الٰہی کا ایک بحرِ ذخّار تھی۔ آپ نے اپنی زندگی کا کیا خوب نقشہ بیان فرمایا ہے۔ آپ کا شعر ہے:

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا مَیں مثلِ طفلِ شیر خوار

ہر ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کا سایہ آپ کے سر پر رہا۔ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ (سورۃ الصّٰفّٰت 37:173) کا خدائی وعدہ بار بار پورا ہوا۔ ہر موقع پر اللہ تعالیٰ آپ کا معین و مددگار اور محافظ رہا اور سارے دشمن مل کر بھی آپ کی راہ میں روک نہ بن سکے۔

آپؑ نے خود فرمایا ہے:

’’خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہ ان لوگوں نے میرے ہلاک کرنے کے لئے تدبیریں تو ہر ایک قسم کی کیں مگر کچھ بھی پیش نہ گئی..... زمین میری دشمنی کے جوش سے یوں بھر گئی جیسا کہ کوئی برتن زہر سے بھرا جائے ۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے حملوں سے میری عزت کو محفوظ رکھا.... جس کی آنکھیں ہیں دیکھے کہ کیا یہ خدا کے کام ہیں یا انسان کے؟‘‘ (تریاق القلوب ۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 461–464)

مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے کس جلال سے فرمایا:

’’تم دیکھتے ہو کہ باوجود تمہاری سخت مخالفت اور مخالفانہ دعاؤں کے اُس نے مجھے نہیں چھوڑا اور ہر میدان میں وہ میرا حامی رہا۔ ہر ایک پتھر جو میرے پر چلایا گیا اُس نے اپنے ہاتھوں پر لیا۔ ہر ایک تیر جو مجھے مارا گیا اُس نے وہی تیر دشمنوں کی طرف لوٹا دیا۔ میں بیکس تھا اُس نے مجھے پناہ دی۔ میں اکیلا تھا اُس نے مجھے اپنے دامن میں لے لیا۔ میں کچھ بھی چیز نہ تھا مجھے اُس نے عزت کے ساتھ شہرت دی اور لاکھوں انسانوں کو میرا اِرادتمند کر دیا.... میں تو براہین احمدیہ کے چھپنے کے وقت ایسا گمنام شخص تھا کہ امرتسر میں ایک پادری کے مطبع میں جس کا نام رجب علی تھا میری کتاب براہین احمدیہ چھپتی تھی اور میں اُس کے پروف دیکھنے کے لئے اور کتاب کے چھپوانے کے لئے اکیلا امرتسر جاتا اور اکیلا واپس آتا تھا اور کوئی مجھے آتے جاتے نہ پوچھتا کہ تو کون ہے اور نہ مجھ سے کسی کو تعارف تھا اور نہ میں کوئی حیثیت قابل تعظیم رکھتا تھا..... وہ پادری خود حیرانی سے پیشگوئیوں کو پڑھ کر باتیں کرتا تھا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک ایسے معمولی انسان کی طرف ایک دنیا کا رجوع ہو جائے گا۔ پر چونکہ وہ باتیں خدا کی طرف سے تھیں میری نہیں تھیں اس لئے وہ اپنے وقت میں پوری ہوگئیں اور پوری ہو رہی ہیں‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 79–80)

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ مَیں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

برکت کے طور پر نصرتِ الٰہی اور تائیدات خداوندی کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

پولیس ہتھکڑیاں لے کر دروازہ پر۔ مگر ایسا نہیں ہوگا

1899ء کی بات ہے۔ ایک موقع پر پولیس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کی تلاشی کے لئے اچانک آ گئی۔ قبل از وقت اس کا کوئی پتہ اور خبر نہ تھی اور نہ ہوسکتی تھی۔ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے کہیں سے سن لیا کہ پولیس وارنٹ اور ہتھکڑی سمیت آ گئی ہے۔ میر صاحب حواس باختہ.... حضرت صاحب کو یہ خبر کرنے دوڑے گئے اور غلبۂ رقّت کی وجہ سے بصد مشکل اس ناگوار خبر کے منہ سے برقع اتارا۔ حضرت اس وقت (کتاب) ’نور القرآن‘ لکھ رہے تھے اور بڑا ہی لطیف اور نازک مضمون درپیش تھا۔ سر اٹھا کر اور مسکرا کر فرمایا:

’’میر صاحب ! لوگ دنیا کی خوشیوں میں چاندی سونے کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں۔ ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے‘‘۔

پھر ذرا تأمّل کے بعد فرمایا:

’’مگر ایسا نہیں ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ ... اپنے خلفائے مامورین کی ایسی رسوائی پسند نہیں کرتا‘‘۔
(ملفوظات جلد اول صفحہ 305–306 ایڈیشن 1984 لندن)

نصرت الٰہی اس قادرانہ رنگ میں ظاہر ہوئی کہ پولیس کسی کارروائی کے بغیر واپس چلی گئی۔

معجزانہ شفایابی کا واقعہ

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی بیماری اور اس سے شفایابی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جو وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (الشعراء 26:81) کے مطابق ہستی باری تعالیٰ کا ایک اعجازی نشان ہے۔ فرماتے ہیں:۔

’’ایک مرتبہ حضرت اقدسؑ کو خارش کی بہت سخت شکایت ہوگئی۔ تمام ہاتھ بھرے ہوئے تھے۔ لکھنا یا دوسری ضروریات کا سرانجام دینا مشکل تھا۔ علاج بھی برابر کرتے تھے مگر خارش دور نہ ہوتی تھی... ایک دن (میں) حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عصر کے قریب کا وقت تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپؑ کے ہاتھ بالکل صاف ہیں مگر آپؑ کے آنسو بہہ رہے ہیں... میں نے جرأت کر کے پوچھا کہ حضور آج خلاف معمول آنسو کیوں بہہ رہے ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک معصیت کا خیال گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے کام تو اتنا بڑا میرے سپرد کیا ہے اور ادھر صحت کا یہ حال ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی شکایت رہتی ہے۔ اس پر مجھے الہام ہوا:۔

’’ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے‘‘

اس سے میرے قلب پر بے حد رقت اور ہیبت طاری ہے کہ میں نے ایسا خیال کیوں کیا۔ ادھر تو یہ الہام ہوا مگر جب اٹھا تو ہاتھ بالکل صاف ہو گئے اور خارش کا نام ونشان نہ رہا۔ ایک طرف اِس پُر شوکت الہام کو دیکھتا ہوں۔ دوسری طرف اُس فضل اور رحم کو، تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور اس کے رحم وکرم کو دیکھ کر انتہائی جوش پیدا ہو گیا اور بے اختیار آنسو جاری ہو گئے‘‘
(تذکرہ مطبوعہ 2004 ایڈیشن چہارم صفحہ 685-686)

نصرتِ الٰہی کا جلوہ۔ حفاظت کی صورت میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’ایک رات میں ایک مکان کی دوسری منزل پر سویا ہوا تھا اور اس کمرہ میں میرے ساتھ پندرہ سولہ آدمی اور بھی تھے۔ رات کے وقت شہتیر میں ٹِک ٹِک کی آواز آئی۔ میں نے آدمیوں کو جگایا کہ شہتیر خوفناک محسوس ہوتا ہے یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی چوہا ہوگا خوف کی بات نہیں اور یہ کہہ کر سو گئے تھوڑی دیر بعد پھر ویسی آواز آئی۔ تب میں نے ان کو دوبارہ جگایا پھر بھی انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ پھر تیسری بار شہتیر سے آواز آئی تب میں نے ان کو سختی سے اٹھایا اور سب کو مکان سے باہر نکالا اور جب سب نکل گئے تو خود بھی وہاں سے نکلا۔ ابھی دوسرے زینہ پر تھا کہ وہ چھت نیچے گری اور دوسری چھت کو ساتھ لے کر نیچے جا پڑی اور سب بچ گئے‘‘۔
(حیات طیبہ۔ صفحہ 19)

مطلوبہ حوالہ مل گیا!

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے زمانے کا ایک ایمان افروز واقعہ یاد کرنے کے لائق ہے۔

’’ایک دفعہ کسی بحث کے دوران میں حضرت مسیح موعودؑ سے کسی مخالف نے کوئی حوالہ طلب کیا۔ اس وقت وہ

حوالہ حضرت کو یادنہیں تھا اور نہ آپ کے خادموں میں سے کسی اور کو یاد تھا لہٰذا شماتت کا اندیشہ پیدا ہوا۔ مگر حضرت صاحب نے بخاری کا ایک نسخہ منگایا اور یونہی اس کی ورق گردانی شروع کر دی اور جلد جلد ایک ایک ورق الٹانے لگ گئے اور آخر ایک جگہ پہنچ کر آپ ٹھہر گئے اور کہا کہ لو یہ لکھ لو۔ دیکھنے والے سب حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے اور کسی نے حضرت صاحب سے دریافت بھی کیا جس پر حضرت صاحبؑ نے فرمایا کہ جب میں نے کتاب ہاتھ میں لے کر ورق الٹانے شروع کئے تو مجھے کتاب کے صفحات ایسے نظر آتے تھے کہ گویا وہ خالی ہیں اور ان پر کچھ نہیں لکھا ہوا۔ اسی لئے میں ان کو جلد جلد الٹاتا گیا۔ آخر مجھے ایک صفحہ ملا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ اور مجھے یقین ہوا کہ یہ وہی حوالہ ہے جس کی مجھے ضرورت ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرف کیا کہ سوائے اس جگہ کے کہ جس پر حوالہ درج تھا باقی تمام جگہ آپ کو خالی نظر آئی“

(سیرت المہدی حصہ دوم مطبوعہ 1935 صفحہ 2-3)

اللہ کی قدرت سے دل کی خواہش پوری ہوگئی!

قادرِ مطلق خدا تعالیٰ کا سلوک اپنے پیاروں سے بہت خاص قسم کا ہوتا ہے۔ وہ ان کے دلوں میں چھپی ہوئی خواہشات کو بھی اپنی قدرت اور تصرف سے پوری کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ قادیان سے گورداسپور جاتے ہوئے بٹالہ میں ٹھہرے۔ وہاں ایک ناواقف شخص... نے کچھ پھل آپ کو بطور تحفہ دیئے۔ ان میں انگور بھی تھے۔ آپ نے انگور کھائے اور فرمایا:

”ابھی میرا دل انگور کو چاہتا تھا۔ سو خدا نے بھیج دیئے۔“

(بحوالہ سیرت المہدی جلد اول صفحہ 28 مطبوعہ 1935)

غیر معمولی حالات میں نصرتِ الٰہی کے بکثرت واقعات کے حوالہ سے حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے:

”مَیں اپنے ذاتی تجربوں کی بناء پر کہتا ہوں کہ خدا ہے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 16۔ 1984 ایڈیشن۔ لندن)

نصرتِ الٰہی کی وسعت اور مبارک نوید

نصرتِ الٰہی کی وسعت کو جاننے کے لئے یہ آیت کریمہ ہماری راہنما ہے۔ فرمایا: وَکَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (سورۃ الروم 30:48) اس آیت کے حوالہ سے حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا ہے:

”ابتدا سے یہی مقرر ہے کہ مومنوں کی مدد کرنا ہم پر ایک حق لازم ہے“ (تفسیر مسیح موعود جلد سوم صفحہ 20)

پھر فرمایا: ”جب وہ (خدا) خود ایک وعدہ کرتا ہے تو اس وعدہ کا پورا کرنا اپنے پر ایک حق ٹھہرا لیتا ہے“

(چشمۂ معرفت۔ تفسیر مسیح موعود جلد سوم صفحہ 21)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

”کس قدر خوشی اور امید کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اسی دنیا میں بھی ملتی ہے اور اسی دنیا میں نصرت اور تائید کا ملنا آخرت کی نصرت پر ایک قوی دلیل ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ یہ نصرت اور تائید ہر مومن مخلص کو ملتی ہے۔ اگر صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ مخصوص ہوتی تو البتہ عام مومنوں کے لئے کس قدر دل شکن بات ہو سکتی تھی۔ مگر خدا کا یہ کس قدر احسان ہے کہ فرمایا اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا (یعنی ہم اپنے رسولوں اور مومنوں کی اس دنیا میں مدد کرتے ہیں) ... یہ نصرت عجیب عجیب طور پر اپنا ظہور کرتی ہے کیونکہ اس نصرت سے اللہ کی ہستی کا ثبوت، مامور من اللہ کی صداقت اور اللہ کے دوسرے وعدوں کی تصدیق کی ایک دلیل ہوتی ہے اور ایک عظیم الشان حجت ہوتی ہے جو خدا کی طرف سے قائم کی جاتی ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 524-525)

نُصرتِ الٰہی اور قبولیتِ دعا کا تعلق

نصرت الٰہی اور قبولیت دعا کے تعلق کے نکتۂ معرفت کی وضاحت میں امام الزمان سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک جگہ پر اپنی شناخت کی یہ علامت ٹھہرائی ہے کہ تمہارا خدا وہ خدا ہے جو بیقراروں کی دعا سنتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ (سورۃ النحل آیت 63) پھر جب کہ خدا تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کو اپنی ہستی کی علامت ٹھہرائی ہے تو پھر کس طرح کوئی عقل اور حیا والا گمان کرسکتا ہے کہ دعا کرنے پر کوئی آثارِ صریحہ اجابت کے مترتب نہیں ہوتے... اللہ جَلّ شانہ فرماتا ہے کہ جس طرح زمین و آسمان کی صفت پر غور کرنے سے سچا خدا پہچانا جاتا ہے اسی طرح دعا کی قبولیت کو دیکھنے سے خدا تعالیٰ پر یقین آتا ہے“۔ (تفسیر مسیح موعود جلد دوم صفحہ 385)

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا:

”سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا دعاؤں سے پہچانا جاتا ہے۔“ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 201 ایڈیشن 1984۔ لندن)

واقعات کی دنیا میں

آئیے اب واقعات کی دنیا میں اتر کر دیکھتے ہیں کہ نصرتِ الٰہی کس کس طرح مومنوں کی زندگیوں میں اپنا جلوہ دکھا کر ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت مہیا کرتی ہے۔

حفاظتِ خداوندی کا حیران کن واقعہ

جماعت کے ایک مخلص اور فدائی ڈاکٹر محمد رمضان صاحب ترک بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ آپ کی نیک شہرت اور ہردلعزیزی بعض لوگوں کو بالکل پسند نہ تھی۔ احمدیت کا بہانہ بنا کر چند لوگوں نے... آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔

”ایک رات اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے وہ لوگ مسلح ہو کر آپ کے مکان پر پہنچ گئے۔ جب ان کے نوکر نے انہیں دیکھا، تو دروازہ نہ کھولا۔ مگر آپ نے ان کی نیت کو دیکھ کر نوکر سے کہا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں بیٹھک میں بٹھاؤ۔ نوکر نے ایسا ہی کیا۔ اتنے میں ڈاکٹر صاحب موصوف بھی تیار ہو کر بیٹھک میں تشریف لے آئے اور ان لوگوں سے کہنے لگے کہ تم مجھے قتل کرنے کے لئے ہی آئے ہونا! تو مجھے دو رکعت نماز نفل پڑھ لینے دو، اس کے بعد تم جو چاہو کر لینا۔ چنانچہ آپ نے ان کی اجازت کے ساتھ وہیں نفل پڑھنے شروع کر دیئے۔ ابھی آپ سجدہ میں ہی تھے کہ ان لوگوں کو خدا جانے کیا خیال آیا کہ سب اٹھ کر چلے گئے۔ اس طرح پر اللہ تعالیٰ کے غیبی ہاتھ نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کو ان کی دست برد سے بچا کر قدرت کا نشان دکھایا“

(بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ 25 ستمبر 1973)

”موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی“ کا کیسا ایمان افروز نظارہ دنیا نے دیکھا!

غیر معمولی تصرفِ الٰہی کا واقعہ

آسمانی حفاظت کے محیّر العقول واقعات ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت ہوتے ہیں۔ ایک اور مثال عرض کرتا ہوں۔

یہ واقعہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک صحابی حضرت حاجی محمد الدین صاحب تہالویؓ کا ہے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ جب اپنے وطن واپس لوٹے تو آپ کے علاقہ کے لوگ آپ کے سخت مخالف ہو گئے، اور قتل کی دھمکیاں دینے لگے۔ بالآخر ان لوگوں نے ایک دن آپ کو واقعی قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ آپ کی نواسی بیان کرتی ہیں:

”ایک بار قریبی دیہات سے لوگ اس نیت سے اکٹھے ہو گئے کہ آپ کو قتل کر دیں۔ آپ نے ان کو کہا کہ اگر مارنے ہی آئے ہو، تو میں دو نفل پڑھ کر دعا کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ آپ قریبی مسجد میں چلے گئے۔ وہاں دعا میں ایسے مشغول ہوئے کہ آپ کو وقت گزرنے کا احساس تک نہ رہا۔ باہر لوگوں نے سمجھا کہ شاید آپ ڈر گئے ہیں۔ جب کافی دیر کے بعد آپ باہر نکلے، تو ایک گھوڑ سوار آتا دکھائی دیا۔ اس نے للکار کر کہا کہ اس شخص کو کوئی ہاتھ تک نہ لگائے۔ وہ شخص اتنا بارعب معلوم ہوتا تھا کہ مجمع یہ سنتے ہی منتشر ہو گیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی جان محفوظ رہی۔“ (بحوالہ الفضل انٹرنیشنل لندن، مورخہ 6 اپریل 2001)

نصرتِ الٰہی پر ایک دہریہ کا اعتراف

مکرم محترم شیخ محمد حسن صاحب مرحوم آف لندن اپنا ایک ایمان افروز تجربہ بیان فرماتے ہیں:

”میرے ساتھ یعقوب نامی ایک شخص کام کرتا تھا۔ دہریہ خیالات کا تھا، اللہ کی ذات سے منکر تھا۔ اس کی شوخیاں حد سے بڑھنے لگیں۔ ایک دن طنز سے مجھے کہا کہ دیکھو کتنی گرمی ہے، تم اپنے خدا سے کہو کہ بارش برسا دے۔ میں نے اسے بہت سمجھایا کہ ہم دعا کر سکتے ہیں مگر حکم نہیں دے سکتے۔ کہتے ہیں کہ میں نے دل میں دعا شروع کر دی، اس رات بادل آئے مگر برسے بنا چلے گئے۔ مجھے یقین تھا کہ آج جاتے ہی دوبارہ مجھے طعنہ دیا جائے گا۔ وہی ہوا، جاتے ہی مجھے وہی شخص ملا اور بار بار اس کا اصرار تھا کہ تمہارا خدا گرجا تو بہت مگر برسا نہیں۔ اس نے میرا وہاں بیٹھنا مشکل کر دیا۔

دن کے گیارہ بجے تھے میں اٹھ کر باہر چلا گیا۔ شدید گرمی تھی۔ میں نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کو اس کی غیرت کا واسطہ دے کر التجا کی کہ اے خدا وہ دہریہ تیری ذات کا منکر ہے اور مجھے طعنہ دیئے جا رہا ہے۔ تُو اُس کا منہ بند کر۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ میری عاجزی کو ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ نہ جانے کہاں سے آسمان پر بادل آئے اور میرے چہرے پر بارش کے قطرے گرنے لگے۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ وہ اس ہلکی بارش کو تو نہیں مانے گا... پھر کیا تھا۔ نہایت زوردار بارش ہوئی اور زوردار ہوا کے جھکّڑ چلے۔ دہریہ اس وقت برآمدہ میں بیٹھا تھا اور بارش اور ہوا کا زور اس کے منہ پر جا کر لگ رہے تھے۔ جس پر وہ بے اختیار بول اٹھا۔ میں مان گیا کہ تمہارا خدا زندہ خدا ہے۔ ساتھ ہی اس نے کہا یہ خدا صرف مرزا صاحب کے ماننے والوں کا ہی ہو سکتا ہے! (روزنامہ الفضل ربوہ 3 مئی 2006)

ایک ناقابل فراموش واقعہ

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: اَلرُّؤۡیَا الصَّالِحَۃُ یَرَاھَا الۡمُسۡلِمُ اَوۡ تُرٰی لَہٗ۔ کہ مسلمان کبھی خود سچی خوابیں دیکھتا ہے اور کبھی کسی دوسرے کو (اس کے بارہ میں) خواب دکھائی جاتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ باب الرؤیا الصالحہ)

اس حدیث نبوی کے حوالہ سے ڈنمارک کے ایک بزرگ احمدی نوح سوینڈ ہینسن صاحب مرحوم کا ایک ایمان افروز واقعہ قابلِ ذکر ہے۔ یہ عاجز جاپان میں خدمت پر مامور تھا کہ ایک دوست لندن سے میرے پاس آئے۔ چند روز قیام کے بعد ربوہ گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ انہوں نے میرے ساتھ ٹوکیو میں ہونے والی باتوں کا ذکر کیا جس پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لکھا کہ آپ کی جو باتیں ان سے ہوئی ہیں فوری طور پر لکھ کر بھجوائیں۔ اس خط نے مجھے ہلا کر رکھ دیا کیونکہ خط کا مضمون اور انداز ہی ایسا تھا کہ کوئی بات حضور کو سخت ناگوار گزری ہے۔ رات بڑے ہی کرب سے گزری۔

صبح ہوتے ہی مَیں نے ساری گفتگو پوری تفصیل سے لکھ کر حضور کو بھجوا دی اور دن گننے لگا کہ کب حضور کی طرف سے جواب موصول ہوتا ہے۔ انتظار کا ایک ایک لمحہ گزرنا مشکل ہو رہا تھا۔ چند روز بعد ہینسن صاحب کی طرف سے ڈنمارک سے ایک خط موصول ہوا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ٹوکیو کے بازار GINZA میں جا رہا ہوں۔ زمین پر ایک کاغذ دیکھا۔ میں نے اٹھا لیا۔ ساری عبارت اجنبی زبان میں تھی۔ صرف ایک فقرہ انگریزی میں لکھا تھا:

YOUR CASE IS ALL RIGHT

انہوں نے لکھا کہ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ اس خواب کا مطلب کیا ہے؟ چونکہ اس خواب کا تعلق جاپان سے ہے اور جاپان میں صرف آپ کو ہی ذاتی طور پر جانتا ہوں اس لئے آپ کو لکھ رہا ہوں۔

میں تو یہ خط پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو گیا اور پھر چند روز کے اندر اندر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی طرف سے بھی خط آ گیا کہ آپ بالکل فکر نہ کریں۔ آپ کا معاملہ بالکل ٹھیک ہے۔ کسی پریشانی کی ضرورت نہیں۔ اس خواب نے اور حضرت خلیفۃ المسیح کے بابرکت جواب نے تو گویا میری زندگی بنا دی! اللہ تعالیٰ نے کس پیار بھرے انداز میں اس عاجز کی نصرت فرمائی اور اپنی ہستی کا ایک زندہ ثبوت عطا فرمایا!

اس سلسلہ میں ایک ایمان افروز بات یہ ہے کہ جس دن حضرت خلیفۃ المسیح رحمہ اللہ نے خط پر دستخط ثبت فرمائے عین اسی رات محترم ہینسن صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یہ خواب دکھائی!

سمندری سفر میں حفاظت

نصرت الٰہی کی ہمہ گیر صفت کے جلوے کُلَّ یَوۡمٍ ھُوَ فِیۡ شَاۡنٍ کا رنگ رکھتے ہیں اور بحر و بر میں ان کی مثالیں دکھائی دیتی ہیں۔

حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب نے براعظم افریقہ میں عظیم الشان تاریخی خدمات سرانجام دی ہیں۔ بڑے دعا گو اور ولی اللہ مجاہدِ اسلام تھے۔ ان کا ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔ ایک موقعہ پر انہوں نے نائیجیریا سے سیرالیون جانا تھا۔ آپ کی اہلیہ اور گیارہ سالہ بچہ مبارک احمد بھی آپ کے ساتھ تھے۔ بحری جہاز میں سوار ہوتے وقت حسبِ قواعد ایک ڈاکٹر نے ہر مسافر کا طبی معائنہ کیا۔ جب اس نے بچہ کی حالت دیکھی تو اس نے صاف کہہ دیا کہ یہ بچہ سفر کے قابل نہیں۔ سات دن کا سمندری سفر ہے اور ہمارے پاس جہاز میں COLD STORAGE کی سہولت بھی نہیں۔ اگر دوران سفر یہ بچہ مر گیا تو سمندری قانون کے مطابق اسے سمندر میں پھینک دینا پڑے گا۔ سفر پر اسے ساتھ لے جانے کی ایک ہی صورت ممکن ہے کہ آپ ایک فارم پر یہ لکھ کر دیں اگر بچہ دوران سفر فوت ہو جائے تو ہمیں اجازت ہوگی کہ ہم اس کو سمندر میں پھینک دیں۔

قارئین کرام! اس جگہ ذرا ٹھہر کر سوچیں کہ اس وقت والدین کی جذباتی کیفیت کیا ہوئی ہوگی؟ ایک بیٹا قادیان چھوڑ آئے اور دوسرے کے بارہ میں یہ مطالبہ کیا جارہا ہے۔ حضرت مولانا کی اہلیہ نے تو بے اختیار رونا شروع کردیا اور خود وہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے طالب ہوئے۔ خدائے قادروتوانا نے آپ کے دل کو تسلی دی اور آپ نے بڑی زوردار آواز سے کپتان سے کہا کہ بتاؤ کس جگہ دستخط کرنے ہیں اور فوراً ہی فارم پر دستخط کر دیئے۔ آپ نے بیٹے کا ہاتھ پکڑا اور روتی ہوئی اہلیہ کو فرمایا کہ آمنہ! یقین رکھو کہ مبارک کو کچھ نہیں ہوگا۔ اس حالت میں تینوں جہاز پر سوار ہوئے اور خیریت سے منزل پر پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کی نصرت اور حضرت مولانا کی فلک رسا دعا کی برکت دیکھئے کہ وہ مبارک احمد نہ صرف سات دن زندہ رہا بلکہ اس واقعہ کے 70 سال بعد تک زندہ سلامت رہا اور آج بھی خدمت دین میں مصروف ہے!

زندہ خدا کی طرف سے علاج کی راہنمائی

جماعت احمدیہ کے افراد تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائیدات کے زندہ گواہ ہیں۔ ربّ العالمین خدا اپنی ہستی کے ثبوت کے طور پر کبھی ان لوگوں کو بھی اپنے فیضان کا مزہ چکھا دیتا ہے جو اس کے وجود کے قائل نہیں ہوتے۔ اس سلسلہ میں ایک ایمان افروز واقعہ سنیئے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضؓ بیان کرتے ہیں کہ منشی مختار احمد صاحب کا بڑا بیٹا میرا کلاس فیلو تھا۔ اسے مرگی کی قسم کا ایک عارضہ ہوگیا۔ کلاس میں بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو کر گر پڑتا۔ کلاس میں ابتری پھیل جاتی۔ آخر منشی صاحب نے تنگ آ کر اسے سکول سے اٹھا لیا۔ ہر ممکن علاج کیا۔ لیکن نہ صحیح تشخیص ہوسکی اور نہ مرض دور ہوا۔ منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے محض شغل کے طور پر ایک معمولی سے ہندو طبیب سے علاج کروانا چاہا۔ طبیب نے حالات سن کر کہا کہ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آتی۔ کل غور کر کے بتاؤں گا۔ اگلے روز وہ طبیب کہنے لگا کہ رات میں نے خواب میں ایک کتاب دیکھی۔ جس میں لکھا تھا کہ اس بیماری کا علاج املی کے سوا کچھ نہیں۔ منشی صاحب نے اس خواب کو خدائی اشارہ یقین کر کے بیٹے کو ہدایت کی کہ اب تم کھاؤ بھی املی اور پیو بھی املی۔ علیم وخبیر زندہ خدا کی قدرت اور نصرت کا کرشمہ دیکھیں کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر بیماری کا نام ونشان تک نہ رہا۔ بیٹے نے تعلیم مکمل کی، اعلیٰ ڈگریاں حاصل کیں اور لمبا عرصہ ملازمت کے بعد اپنا کاروبار کرتے رہے۔ آخر یہ نصرت الٰہی کا کرشمہ کس نے دکھایا؟ ہمارے زندہ اور شافیٔ مطلق خدا نے! (بحوالہ اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 25-26)

نصرت الٰہی۔ معجزانہ حفاظت کی صورت میں

حضرت حافظ حامد علی صاحب رضؓ معجزانہ حفاظت کا اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:۔

’’ایک دفعہ مجھے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ایک کام کے لئے ایک غیر ملک میں بھیجا۔ ایک مقررہ جہاز پر سوار ہوا جب جہاز نصف سفر طے کر چکا تو سمندر میں طوفان کے آثار دکھائی دیئے اور ایسا معلوم ہوا کہ جہاز غرق ہونے لگا ہے۔ لوگ چلانے لگے اور جہاز میں شورِ قیامت برپا ہوگیا۔ لوگ روتے اور آہ و بکا کرتے تھے۔ میں نے بڑے زور اور دعویٰ سے کہا کہ میں پنجاب سے آیا ہوں اور میں ایسے شخص کے کام کو جا رہا ہوں جسے خدا نے اس زمانہ کا نبی بنا کر بھیجا ہے اسلئے جب تک میں اس جہاز میں سوار ہوں خدا تعالیٰ اس جہاز کو غرق نہیں کرے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس حالت کو بدل دیا اور جہاز طوفانی حالت سے نکل کر خیریت سے کنارے جا لگا۔ میں اپنی منزل پر اتر گیا اور جہاز آگے روانہ ہوگیا۔ مگر تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ غرق ہوگیا۔

ہندوستان میں جب اس جہاز کے غرق ہونے کی اطلاع آئی تو میرے عزیز روتے ہوئے حضرتؑ کے پاس گئے اور کہا کہ جس جہاز پر حامد علی سوار تھا وہ غرق ہوگیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں سنا تو ہے کہ جس جہاز پر حامد علی سوار تھا وہ فلاں تاریخ غرق ہوگیا ہے۔ یہ کہہ کر حضور خاموش ہوگئے تھوڑی دیر کے بعد فرمایا: مگر حامد علی تو اپنا کام کر رہا ہے، وہ غرق نہیں ہوا۔ بعد کے واقعات نے حضورؑ کے اس ارشاد کی تائید کی۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ حضورؑ کو کشفی طور پر سارا واقعہ دکھایا گیا۔‘‘

(بحوالہ تذکرہ مطبوعہ 2004 ایڈیشن چہارم صفحہ 686)

حافظ حامد علی صاحب رضؓ کی اس معجزانہ حفاظت کے آئینہ میں دنیا نے نصرتِ الٰہی کا ایک ایمان افروز نظارہ دیکھا!

عبدالرحیم صاحب کا ایمان افروز واقعہ

نصرتِ الٰہی کا ایک اور واقعہ ماریشس کے مخلص احمدی عبدالرحیم صاحب کو پیش آیا جو ماریشس سے برطانیہ آرہے تھے۔ غیر معمولی حالات میں اللہ تعالیٰ نے ان کو غرقابی سے بچایا اور اپنی زندہ اور قادر ہستی کا ثبوت عطا فرمایا۔

واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ انیس سو تینتالیس (1943) میں وہ بمبئی سے برطانیہ آنے کے لئے ایک تجارتی جہاز پر سوار ہوئے۔ جنگ کا زمانہ تھا۔ جونہی جہاز برطانیہ شمالی سمندر میں داخل ہوا تو جرمنی کی ایک آبدوز کشتی سے اعلان سنائی دیا کہ سب مسافر جہاز کو خالی کردیں کیونکہ دو گھنٹے کے اندر اندر اس جہاز کو تباہ کردیا جائے گا۔ ہر طرف افراتفری پھیل گئی اور ہر شخص جان بچانے کی کوشش میں لگ گیا۔ رحیم صاحب نے باہر دیکھا اور خدا تعالیٰ سے عرض کیا کہ میرے مولیٰ! کیا میں ان یخ بستہ لہروں میں غرق ہو جاؤں گا؟ وہ اپنے کیبن میں چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوگئے۔ دعائیں کرتے کرتے ان پر غنودگی طاری ہوگئی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ منظر بدل گیا ہے۔ ایک نورانی وجود کو اپنے سامنے دیکھا جس نے سمندر کی بپھرتی ہوئی لہروں کی طرف اشارہ کیا اور سر ہلا کر رحیم صاحب کو بتایا کہ خواہ کچھ ہو تمہارا انجام ان یخ بستہ لہروں میں نہیں ہوگا۔ اس کے بعد اس نورانی وجود نے پہاڑوں اور جھاڑیوں کے درمیان ایک قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہے تمہاری آخری آرامگاہ! رحیم صاحب کا دل خدا کی حمد وثناء اور تسلی سے بھر گیا۔ آپ نے فوراً کپتان کو بتا دیا کہ کچھ بھی ہو میری موت ان لہروں میں نہیں ہوگی۔ کپتان اور ساتھیوں نے ان کی بات سنی اور مسکرا دیئے۔

جو خبر خدا کی طرف سے دی گئی تھی وہ کس طرح غیر معمولی حالات میں پوری ہوئی؟ اس کی ایمان افروز تفصیل یوں ہے کہ چند گھنٹوں میں ہر طرف سخت گہری دھند چھا گئی جس سے ارد گرد کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ دشمن کو کسی کارروائی کا موقع نہ مل سکا اور رحیم صاحب والا بحری جہاز خیر وعافیت سے سکاٹ لینڈ کے سمندر میں داخل ہوگیا۔ آپ کے دل میں خیال آیا کہ ایڈنبرا اتر جائیں اور لندن تک کا باقی سفر ٹرین میں کرلیں۔ کپتان کی اجازت سے آپ جہاز سے اتر گئے اور جہاز ساؤتھیمپٹن جانے کے لئے روانہ ہوگیا۔ آپ کو ایڈنبرا کی بندرگاہ سے نکلنے میں کافی وقت لگ گیا۔ اس دوران ایک افسر نے پوچھا کہ جس جہاز پر آپ آئے ہیں اس کا نام کیا تھا۔ آپ نے نام بتایا تو وہ اور بھی حیران ہوا۔ اس نے بتایا کہ یہ جہاز تو ایڈنبرا سے آگے روانہ ہونے کے جلدی بعد جرمن آبدوز کشتی کے نشانہ میں آگیا اور چند لمحوں میں سب مسافروں سمیت غرق ہو چکا ہے۔ عبدالرحیم صاحب کی روح تو یہ بات سن کر آستانۂ الوہیت پر سجدہ ریز ہوگئی کہ کس طرح قادروتوانا اور بحرو بر کے مالک خدا نے مسیح محمدی کے ایک غلام کو اپنے دستِ قدرت سے بچالیا۔ جو وعدہ نورانی وجود نے دیا تھا وہ پورا ہو کر رہا۔ دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی کہ صرف عبدالرحیم صاحب کو ہی بچایا جائے گا اور صرف ان کو بچا کر اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی اور قدرت کا جگمگاتا نشان عطا فرمایا!

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

(خلاصہ تحریری بیان محمود رحیم ابن عبدالرحیم صاحب۔ لندن)

لڑائی کے بغیر تمغہ مل گیا

مسبب الاسباب زندہ خدا کس طرح اپنے بندوں کو منہ مانگی مراد عطا کرتا ہے۔ حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی رضؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ایک احمدی فوجی افسر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور دعا کی درخواست کی کہ میں لڑائی میں نہ جاؤں اور مجھے تمغہ بھی مل جائے۔ عام قاعدہ تو یہی ہے کہ بغیر لڑائی میں جانے کے میڈل نہیں مل سکتا۔ لیکن ان کے اصرار پر حضرت خلیفۃ اوّل رضؓ نے دعا کرنے کا وعدہ فرمایا۔

اب دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ناممکن بات کو کس طرح حقیقت میں تبدیل کردیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ احمدی آئے اور کہا کہ دعا کی برکت سے مجھے تمغہ مل گیا ہے۔

انہوں نے بتایا کہ ہوا یوں کہ میں اپنی Base میں تھا۔ حکم آیا کہ لڑائی کے میدان میں پہنچو۔ ڈرتے ڈرتے میں چل پڑا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا مگر وہ حد پار کر چکا تھا جس کے عبور کرنے پر ایک فوجی افسر تمغہ کا حقدار بن جاتا ہے۔ اتنے میں واپسی کا حکم آگیا۔ صبح ہوگئی اور لڑائی بند ہوگئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اس کے تصرفِ خاص سے لڑائی پر جائے بغیر ہی انہیں تمغہ مل گیا!

(بحوالہ اصحاب احمد جلد سوم صفحہ 94)

بیٹے نے فر فر بولنا شروع کردیا

مکرم نذیر احمد سندھو صاحب ایڈووکیٹ بوریوالہ بیان کرتے ہیں کہ 1980ء کی بات ہے۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایک تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے تو ایک غیر از جماعت بااثر دوست ملک نذیر حسین صاحب لنگڑیال مرحوم نے آپ سے مقامی زبان میں بڑی چاہت سے پوچھا کہ کیا دعائیں قبول ہوتی ہیں؟ میاں صاحب نے جواباً دعا کا فلسفہ بیان کیا۔ آپ کو بتایا گیا کہ ملک صاحب کا ایک بیٹا صفدر حسین ہائی سکول کی بڑی جماعت میں پڑھتا ہے لیکن بے چارہ کوئی بات نہیں کرسکتا۔ آپ نے اس کے لئے دعا کرنے کا وعدہ کیا اور دوائی بھی تجویز کی۔ ملک صاحب نے فوراً بازار سے دوائی منگوالی۔ لیکن اس دوائی کے استعمال سے پہلے ہی اسلام کے شافیٔ مطلق خدا کی قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ اسی وقت سکول سے استاد نے آکر مبارکباد دی کہ جو ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا تھا آج آپ کا وہی بیٹا فر فر بول رہا ہے!

(ملخص از سیّدنا طاہر نمبر روزنامہ الفضل ربوہ 27 دسمبر 2003، بحوالہ الفضل 21 مئی 2016ء)

مُسبّب الاسباب خدا نے خلیفۂ وقت کی بات کو پورا کردیا

اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی کا عجیب رنگ ہے۔ وہ اپنے پیارے بندہ کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو اپنی قدرت سے پورا کر کے اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ آپ کے اپنے الفاظ میں سنئے! آپ نے فرمایا:

’’1975 میں لندن کانفرنس کے بعد مجھ سے کہا یہ گیا کہ صحافیوں کو غلط بریفنگ کردی گئی ہے کہ خلیفۃ المسیح کا ارادہ انگلستان میں تبلیغ اسلام کے پانچ نئے مراکز قائم کرنے کا ہے۔ مجھ سے درخواست یہ کی گئی کہ میں اس کی تائید کردوں۔ میرے سامنے دو راستے تھے ایک یہ کہ میں اس منصوبہ کو اپنانے سے انکار کردوں۔ دوسرا یہ کہ میں اس منصوبہ کو اپنا کر اعلان کردوں کہ ہم انگلستان میں پانچ نئے مرکز قائم کریں گے۔ میں نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے منصوبہ کا اعلان کردیا۔ دو سال نہیں گزرے کہ بریڈفورڈ، ہڈرزفیلڈ، مانچسٹر، برمنگھم اور ساؤتھ ہال میں پانچ مراکز قائم کرنے کے لئے مکان اور ہال وغیرہ خرید لئے گئے۔ جس کام کے کرنے کا سوچے سمجھے ارادہ اور پلان کے بغیر اعلان کیا گیا تھا خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس میں اتنی برکت ڈالی کہ وہ کام ہوگیا‘‘

(دورۂ مغرب 1980 از مسعود احمد دہلوی صفحہ 366)

اکناف عالم میں نصرت الٰہی کی تجلیات

اسلام ایک عالمگیر خدا کا تصور پیش کرتا ہے جس کی رحمت اور نصرت کی تجلیات اکنافِ عالم میں پھیلی ہوئی ہیں۔ دنیا کا کوئی حصہ ان کے فیوض سے محروم نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فیوض وقت کے ساتھ ساتھ منصّۂ شہود پر آ کر ازدیادِ ایمان کا موجب ہوتے ہیں۔

سن 2004ء کی بات ہے جب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ غانا تشریف لے گئے تو ایک موقع پر دورانِ سفر حضور نے اہل غانا کو یہ بشارت دی کہ غانا کی سرزمین سے تیل نکلے گا۔ چار سال بعد 2008 میں خلافت جوبلی کے موقع پر جب حضور انور دوبارہ غانا تشریف لے گئے تو غانا کے صدر مملکت نے حضور انور کو بتایا کہ حضور نے اپنے گزشتہ دورہ کے دوران فرمایا تھا کہ غانا کی زمین سے تیل نکلے گا۔ خوشی کی خبر یہ ہے کہ گزشتہ سال تیل نکل آیا ہے!

غانا کے مشہور نیشنل اخبار DAILY GRAPHIC نے 17۔ اپریل 2008 کے شمارہ میں صفحہ اول پر لکھا کہ

’’خلیفۃ المسیح نے غانا میں تیل کی دریافت کے بارہ میں اپنے یقین کا اظہار کیا تھا۔ یہی یقین گزشتہ سال حقیقت میں بدل گیا اور غانا کی سرزمین سے تیل نکل آیا!‘‘

غیبی مدد کا ایمان افروز واقعہ

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب رضؓ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں قادیان مقدس میں تھا۔ اتفاق سے گھر میں اخراجات کے لئے کوئی رقم نہ تھی اور میری بیوی کہہ رہی تھیں کہ گھر کی ضروریات کے لئے کل کے واسطے کوئی رقم نہیں۔ بچوں کی تعلیمی فیس بھی ادا نہیں ہوسکی۔ سکول والے تقاضہ کر رہے ہیں۔ بہت پریشانی ہے۔

ابھی وہ یہ بات کہہ رہی تھیں کہ نظارت سے مجھے حکم پہنچا کہ کہ دہلی اور کرنال وغیرہ میں بعض جلسوں کی تقریب

ہے، آپ ایک وفد کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو کر ابھی دفتر میں آجائیں۔ جب میں دفتر جانے لگا تو میری اہلیہ نے پھر کہا کہ آپ لمبے سفر پر جا رہے ہیں اور گھر میں بچوں کے گزارہ اور اخراجات کے لئے کوئی انتظام نہیں۔ میں ان چھوٹے بچوں کے لئے کیا انتظام کروں؟

میں نے کہا کہ میں سلسلہ کا حکم ٹال نہیں سکتا۔ میں نے ان کو تسلی دلائی۔ اس پر میری بیوی خاموش ہو گئیں اور میں گھر سے نکلنے کے لئے باہر کے دروازہ کی طرف بڑھا۔ اس حالت میں میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ ”اے میرے محسن خدا! تیرا یہ عاجز بندہ تیرے کام کے لئے روانہ ہو رہا ہے اور گھر کی حالت تجھ پر مخفی نہیں۔ تو خود ہی ان کا کفیل ہو اور ان کی حاجت روائی فرما۔ تیرا یہ عبدِ حقیر ان افسردہ دلوں اور حاجت مندوں کے لئے راحت و مسرت کا کوئی سامان مہیا نہیں کرسکتا۔“

میں دعا کرتا ہوا، ابھی بیرونی دروازہ تک نہ پہنچا تھا کہ باہر سے کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ جب میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو ایک صاحب کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا کہ فلاں شخص نے ابھی ابھی مجھے بلا کر مبلغ یکصد روپیہ دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ آپ کے ہاتھ میں دے کر عرض کیا جائے کہ اس دینے والے کے نام کا کسی سے ذکر نہ کریں۔

میں نے وہ رقم لے کر انہی صاحب کو اپنے ساتھ لیا اور کہا کہ میں تو اب گھر سے تبلیغ کے سفر کے لئے نکل پڑا ہوں۔ میرا اب دوبارہ گھر واپس جانا مناسب نہیں۔ بازار سے ضروری سامان خورد و نوش لینا ہے وہ آپ میرے گھر پہنچا دیں۔ وہ صاحب بخوشی میرے ساتھ بازار گئے۔ میں نے ضروری سامان خرید کر ان کو گھر لے جانے کے لئے دیدیا اور بقیہ رقم متفرق ضروریات کے لئے ان کے ہاتھ گھر بھجوادی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک“ (حیات قدسی جلد چہارم صفحہ 4-5 مطبوعہ مئی 2003ء از قادیان)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عیدی مل گئی

حضرت مولانا غلام رسول صاحب رض راجیکی کا بیان کردہ ایک اور دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ میں تبلیغی سفر پر مردان میں تھا۔ عیدالاضحیہ کے دن سے دو روز پہلے میرے بیٹے کا خط ملا کہ مجھے اپنے تعلیمی اخراجات کے لئے فوری طور پر سو روپے کی ضرورت ہے میں حالتِ سفر میں تھا جماعت میں کوئی واقف نہ تھا جس سے قرض مانگ لیا جاتا۔ بس ایک ہی دروازہ تھا جو میں ہمیشہ کھٹکھٹاتا تھا۔ عید کا دن آیا۔ جب میں حالتِ سجدہ میں دعا کر رہا تھا تو مجھ پر رقت طاری ہو گئی۔ اور اس کا فوری باعث یہ مشاہدہ تھا کہ احمدی بچے اپنے باپوں کے ساتھ مسجد آئے ہوئے تھے۔ بچے عیدی مانگتے اور والدین ان کو عیدی دے رہے تھے۔ اس حالت میں میں نے خدا تعالیٰ سے عرض کیا کہ میرے ایک بیٹے نے بھی مجھے سو روپیہ بھجوانے کا لکھا ہے۔ تو ہی غریب الوطنی میں اس کے سامان پیدا فرما۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس روز مردان سے چارسدہ جانے کے لئے روانگی تھی۔ بعض لوگ رخصت کرنے اڈہ تک آئے ان میں سے ایک دوست جن سے میں قطعاً ناواقف تھا میرے پاس سے گزرے اور میری جیب میں ایک لفافہ ڈال گئے۔ منزل پر پہنچ کر لفافہ کھولا تو اس میں ایک سو روپے کا نوٹ تھا۔ ساتھ ایک کاغذ پر لکھا تھا کہ آج جب آپ نماز پڑھا رہے تھے تو میرے دل میں بڑے زور سے تحریک ہوئی کہ میں اتنی رقم آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ سو یہ تحفہ حاضر ہے۔ (ملخص از حیات قدسی جلد چہارم صفحہ 177–179 مطبوعہ قادیان 2003ء)

یہ ایمان افراز واقعہ ہستی باری تعالیٰ کا کتنا عظیم ثبوت ہے ایک عاجز بندہ کی التجا جو سمیع الدعا خدا نے سنی اور عین اسی وقت ایک اور بندہ کے دل میں مجیب الدعوات خدا نے یہ تحریک کی کہ جاؤ اور میرے اس بندہ کی مدد کرو۔ وہ نیک بخت انسان اٹھا اور اولین فرصت میں بڑی رازداری کے انداز میں تصرفِ الٰہی سے بالکل اتنی رقم ان کی جیب میں ڈال دی جو ان کو مطلوب تھی!

اطاعتِ امام اور نصرت الٰہی

اطاعتِ امام کے نتیجہ میں نصرت الٰہی کا شیریں پھل کیسے نصیب ہوتا ہے۔ ایک واقعہ سنیئے!

حضرت شیخ محمد دین صاحب رض بڑے بزرگ آدمی تھے۔ آپ ملتان میں پٹواری تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض نے انہیں حکم بھیجا کہ نوکری چھوڑ کر فوراً آجاؤ۔ آپ کو انجمن کی جائیداد پر مختار عام مقرر کرنا ہے۔ آپ نے نوکری ارشاد ملتے ہی فوراً چھوڑ دی۔ بیوی بچوں کو بھجوادیا، جانور بیچ دیئے اور کچھ تھوڑا بہت سامان لے کر جو بھی تھا آپ سٹیشن پر پہنچ گئے اور بکنگ کلرک کے پاس گئے کہ سامان بک کردو۔ بکنگ کلرک نے کہا کہ افسوس ہم سامان بک نہیں کرسکتے۔ بکنگ تو جنگ کی وجہ سے کئی مہینوں سے بند ہے۔ آپ باہر آکر بیٹھ گئے اور خدا کے حضور عرض کیا کہ اب یہ بے نوا مسافر آخر کہاں جائے۔ ویران جگہ، نہ کوئی واقف، نہ کوئی دوست، نہ کوئی رشتہ دار۔ اجاڑ میں بیٹھا ہوں۔ بیوی بچے جا چکے ہیں۔ تیرے خلیفہ کے حکم پر یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔ خدایا تو میری مدد کر۔

اسی دوران ایک لڑکا آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ کیا آپ نے سامان بک کروانا ہے۔ آپ نے کہا جی۔ لڑکے نے کہا کہ آپ کو بکنگ کلرک بلاتے ہیں۔ بکنگ کلرک کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ میاں! بڑے خوش قسمت ہو۔ مدت سے سامان کی بکنگ بند تھی، ابھی ٹیلیگرام آگئی ہے کہ بکنگ فوراً کھول دو۔ لاؤ سامان۔ آپ نے سامان دیا، بکنگ کروائی، رسید جیب میں ڈالی اور گاڑی کے انتظار میں پلیٹ فارم پر آکر بیٹھ گئے۔ 15–20 منٹ گزر گئے تو وہ لڑکا پھر آیا۔ کہنے لگا جی آپ کو بکنگ کلرک پھر بلاتے ہیں۔ آپ چلے گئے۔ بکنگ کلرک نے کہا کہ میاں کیا چیز ہیں آپ؟۔ آپ نے پوچھا کہ کیوں کیا ہوا۔ کہنے لگا کہ جیسے ہی میں نے آپ کے سامان کی بکنگ کی ٹیلیگرام پھر آگیا کہ غلطی سے بکنگ کھولنے کے آرڈر دیئے گئے تھے اگر کوئی بکنگ ہوگئی ہے تو اس کو چھوڑ کر مزید بکنگ فوراً بند کردو۔ آپ چونکہ بکنگ کروا چکے تھے اور وہ کینسل نہ ہوسکتی تھی۔ اس طرح آپ سامان سمیت بحفاظت قادیان پہنچ گئے۔

(الفضل قادیان 19–21 اپریل 1947)

انگلی بھی بچ گئی اور انگوٹھی بھی

نصرتِ الٰہی کے ایک ایمان افروز جلوہ کا ذکر کرتے ہوئے افریقہ کے ”کنگ آف الاڈا (King of Alada)“ بیان کرتے ہیں کہ الیس اللہ بکاف عبدہٗ کی انگوٹھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مجھے دی تھی، وہ مجھے اتنی محبوب ہوگئی کہ میں نے پہننے کے بعد ایک دفعہ بھی نہیں اتاری اور مسلسل پہننے کی وجہ سے میری انگلی کچھ خراب ہوگئی۔ انگوٹھی اتارتے ہوئے بہت تکلیف ہوتی تھی اور وہ اتر نہیں رہی تھی۔ ڈاکٹر نے کہا کہ یا تو انگلی کٹوا لو یا انگوٹھی کٹوا لو۔ اب انگوٹھی تو میں نہیں کٹوانا چاہتا تھا کیونکہ ڈر تھا کہیں برکتیں کم نہ ہوجائیں اور یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ انگلی کٹوالوں۔ آخر میں نے جائے نماز بچھائی اور یوں دعا کی:

”اے خلیفۃ المسیح کے خدا! انہوں نے مجھے یہ بابرکت انگوٹھی پہنائی ہے اور میں اسے کٹوانا نہیں چاہتا کہ کہیں برکتیں کم نہ ہوجائیں“

وہ فرماتے ہیں کہ دعا مکمل کرنے کے بعد انہوں نے پھر کوشش کی تو انگوٹھی آرام سے اتر گئی اور کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر نے انگلی کا بھی علاج کردیا“۔ (بحوالہ اخبار الفضل انٹرنیشنل، لندن مورخہ 28 ستمبر 2001)

ہاتھ کاٹنے سے روک دیا گیا

کافی عرصہ قبل جس زمانہ میں سیرالیون میں باغیوں نے سارے ملک میں قتل و غارت کا بازار گرم کیا ہوا تھا۔ ان دنوں ایک نوجوان احمدی طالب علم کو کس طرح اللہ تعالیٰ نے نصرتِ الٰہی کا جلوہ دکھایا اور اپنے خاص فضل سے بچالیا۔ اس کی تفصیل اس طرح پر ہے کہ:

”سیرالیون یونیورسٹی کے ایک طالب علم محمود کوکا صاحب کو باغیوں نے پکڑ لیا اور بعض دوسرے سویلین کے ساتھ ایک قطار میں کھڑا کر دیا اور باری باری ہاتھ کاٹنے شروع کردیئے۔ وہ ہر آدمی سے پوچھتے جاتے کہ کہاں سے ہاتھ کٹوانا ہے۔ آگے وہ بیچارہ جس جگہ سے کہتا، اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا۔ اس طرح آٹھ آدمیوں کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔ احمدی طالب علم کا نواں نمبر تھا۔ جب ان کی باری آئی، تو باغیوں کے ساتھی نے آواز دی کہ کمانڈر کہتا ہے، ہاتھ مت کاٹو، تمہیں ہاتھ کاٹنے کا کس نے کہا ہے۔ چنانچہ کمانڈر کے حکم پر باقی لوگوں کے ہاتھ نہ کاٹے گئے۔ اس طرح محمود کوکا صاحب اور ان کے پیچھے جتنے لوگ تھے، ان سب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بچالیا“

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل لندن، یکم نومبر 1999)

چلتی ہوئی گاڑی قریب آکر رک گئی

نصرتِ الٰہی کا یہ عجیب و غریب واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت حاجی غلام احمد صاحب رض آف کریام کا ہے۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ

ایک بار آپ کو ایک تبلیغی بحث کے لئے گڑھ شنکر پہنچنا تھا۔ لیکن چلنے میں تاخیر ہوگئی۔ اس خیال سے کہ ریل گاڑی تو جا چکی ہوگی، آپ ریل کی پٹری کے ساتھ ساتھ پیدل ہی چل پڑے۔ جون کا مہینہ تھا اور سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ ادھر چلچلاتی دھوپ۔ آپ دعا کرتے جا رہے تھے کہ سواری مل جائے تا وقت پر پہنچ سکیں۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ پیچھے سے گڑھ شنکر جانے والی گاڑی آ رہی ہے۔ اور جب وہ گاڑی عین آپ کے قریب پہنچی تو اچانک رک گئی۔ آپ نے سوار ہو کر ریلوے گارڈ کو کرایہ ادا کیا اور گاڑی رکنے کا سبب دریافت کیا۔ اس نے بتایا کہ ایک مسافر نے اپنی روٹی والا رومال گاڑی روکنے والی زنجیر سے باندھ دیا تھا۔ رومال اتارتے وقت اس نے زنجیر کو جھٹکا دیا تو گاڑی رک گئی!

(بحوالہ درویشان احمدیت جلد چہارم صفحہ 54-55)

نصرتِ الٰہی کا یہ دلچسپ واقعہ ایک شاہکار ہے۔ قادر و مقتدر خدا اپنے پیارے بندوں کی غیر معمولی مدد اور نصرت کے کیا کیا انداز اختیار فرماتا ہے۔

خلافت احمدیہ کی برکات

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میں روحانی قیادت کا نظام خلافت راشدہ احمدیہ کی صورت میں قائم فرمایا۔ اس دور میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کچھ ایسا انتشار روحانیت ہوا کہ خلافت احمدیہ کا ہر دور تائید ایزدی اور نصرتِ الٰہی سے اس طرح بھرا ہوا ہے جس طرح سمندر پانی سے بھر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر خلیفۂ وقت کو نصرت الٰہی اور قبولیت دعا کا ایک خاص اعجاز فرمایا جس کے فیض سے احمدیوں کی جھولیاں بھری ہوئی ہیں۔ احمدیوں کی زندگیوں میں نصرتِ الٰہی کے واقعات اس کثرت سے نظر آتے ہیں کہ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آج احمدی مسلمانوں کے اس عظیم عالمگیر روحانی اجتماع میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں ہوگا جس نے اپنی ذات میں، اپنے خاندان میں یا اپنے ملک میں نصرتِ الٰہی کا کوئی نہ کوئی واقعہ مشاہدہ نہ کیا ہو یا اس کے علم میں نہ آیا ہو۔ یہ فیض ہے اس روحانی انعامِ خلافت کے تاج کا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے صرف اور صرف جماعت احمدیہ عالمگیر کے سر پر سجایا ہے۔ اور ہم انتہائی عاجزی اور شکرگزاری کے ساتھ اس امتیازی نشان کو جماعت احمدیہ مسلمہ کی صداقت کے طور پر برملا پیش کرسکتے ہیں۔

تاریخ احمدیت کے مختلف ادوار میں

یہ واقعات جو آپ نے ملاحظہ فرمائے یہ انفرادی نوعیت کے واقعات تھے۔ ہر ایک واقعہ ہستی باری تعالیٰ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ خلافت احمدیہ کی 109 سالہ تاریخ کے ہر دور میں من حیث الجماعت بھی نصرت الٰہی کے جلوے بڑی شان کے ساتھ ظاہر ہوتے رہے اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی جاری و ساری ہے اور ہمیشہ چلتا چلا جائے گا۔ اس بابرکت تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں۔

جب خلافت اولیٰ کا قیام ہوا تو بعض لوگوں نے خلافت کی ضرورت اور شخصی خلافت کے سوال کو اٹھا کر جماعت میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جماعت مومنین نے خلیفۂ وقت کی زبردست قیادت میں اس فتنہ کو کلیتہً ناکام بنا دیا۔ خلافت پر ایمان و یقین ہمیشہ کے لئے احمدیوں کے دلوں میں پوری طرح واضح اور راسخ ہوگیا۔

خلافت ثانیہ میں یکے بعد دیگرے مختلف فتنوں نے سر اٹھایا۔ پیغام صلح کے نام پر افتراق پیدا کرنے کی سرتوڑ کوشش کی گئی لیکن جماعت سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح خلافت کی نعمت کے سایہ میں مضبوط سے مضبوط تر

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لنڈن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing,
Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box,
Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden **SM4 5JF**
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

ہوتی گئی ۔ احراریوں کا فتنہ بڑے طمطراق سے اٹھا اور قصۂ پارینہ بن گیا۔ جماعت احمدیہ تحریک جدید کی برکت سے اکناف عالم میں پھیلتی گئی۔ قادیان سے ہجرت کا مرحلہ آیا تو خدائی نصرت نے ربوہ کی صورت میں نیا مرکز عطا کرکے جماعت کو متحد کر دیا۔ ملک گیر مخالفانہ تحریکات اٹھیں لیکن جماعت خدائی تائیدونصرت کے سایہ میں ترقی پر ترقی کرتی گئی۔

خلافت ثالثہ کے دور میں جماعت کی مخالفت کا سلسلہ اور بھی تیز ہوگیا۔ جماعت احمدیہ کے خلاف ظالمانہ قانون سازی کرنے پر مخالفین نے شادیانے بجائے۔ حاکم وقت نے یہ تعلی کی کہ میری کرسی بہت مضبوط ہے اور میں جماعت کے ہاتھ میں کشکول پکڑا دوں گا لیکن نصرت الٰہی کا جلوہ دیکھئے کہ اسی متکبر حاکم کی جان بخشی کی خاطر اس کے ساتھی ہاتھوں میں کشکول لئے اس کی زندگی کی بھیک مانگتے پھرے لیکن وہ تختۂ دار سے نہ بچ سکا۔ اور ہمیشہ کے لئے نشان عبرت بن گیا!

خلافت رابعہ میں ایک اور ظالم اور جابر حکمران نے سیاہ قانون کو سختی سے نافذ کرکے جماعت پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کی بے سود کوشش کی۔ انتہائی مخالفانہ حالات میں خلیفۂ وقت کا فرشتوں کے حصار میں بخیریت ملک سے ہجرت کر جانا نصرتِ الٰہی کا زندہ نشان ہے۔ اس آمر نے اس حد تک زبان درازی کی کہ احمدیت ایک کینسر ہے اور میری حکومت اسے جڑ سے اکھیڑ پھینکے گی لیکن نصرتِ الٰہی کی ایک ہی قادرانہ چمکار نے اس کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا۔ خدائی قہر کی آگ میں ایسا بھسم ہوا کہ کچھ بھی باقی نہ رہا!

پھر خلافت خامسہ کے بابرکت دور کا آغاز ہوا۔ جماعت احمدیہ کی ترقی کا سلسلہ جو ہر دورِ خلافت میں جاری رہا اس نے اکنافِ عالم میں کچھ اس طرح ترقی کی کہ خلیفۂ وقت کی آواز وقت کی آواز بن گئی۔ جماعت کا ایک عالمگیر تشخص پیدا ہوا۔ ساری دنیا میں اسلام اور امنِ عالم کے پیغام کی اس وسعت اور کثرت سے اشاعت ہوئی کہ دنیا کے بلندترین ایوانوں میں اس کی صدائے بازگشت سنائی دینے لگی۔ امام وقت کی دنیا کے ہر ملک میں ایسی شہرت اور پذیرائی ہوئی کہ دنیا کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور نُصرت بالرعب کا نظارہ دنیا نے بار بار مشاہدہ کیا۔ شہیدانِ احمدیت نے حق و صداقت کی خاطر جانوں کے نذرانے دیئے اور ان کے مقدس لہو کی برکت سے شجرِ احمدیت دنیا کے 210 ممالک پر سایہ فگن ہوچکا ہے۔ ان کامیابیوں کو دیکھ کر دشمن پہلے سے بھی بڑھ کر آتشِ حسد میں جل رہا ہے لیکن کون ہے جو خدائی تائید ونصرت کے راستہ میں روک بن سکے!

ظہورِ عون ونصرت دمبدم ہے
حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے

نصرتِ الٰہی کے بحرِ بیکراں کے صرف چند قطرے آپ کی خدمت میں پیش کرسکا ہوں۔ یہ ایسا موضوع ہے جس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ نصرتِ الٰہی کا فیضان جاری وساری ہے اور ہمیشہ وسعت پذیر ہوتا رہے گا۔ آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک پُر معارف حوالہ پیش کرتا ہوں۔ آپ کس تحدّی اور جلال سے فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور اپنے نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا۔ اور اسی کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کرے گا جب تک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کردے۔ پس اے تمام لوگو! جو میری آواز سنتے ہو۔ خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام ونشان نہ رہتا۔ مگر تم نے دیکھا کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہورہی ہے اور اس قدر نشان نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں...... اے بندگانِ خدا کچھ تو سوچو کیا خدا تعالیٰ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے؟‘‘

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد22 صفحہ 554)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆...☆...☆

بقیہ: پِیس کانفرنس کونگو از صفحہ نمبر20

ایک معزز ممبر اسمبلی نے سوال کیا کہ وہ بعض مسلمانوں کو جانتے ہیں جو غیر مسلموں کے سلام کا جواب نہیں دیتے اور عیسائیوں سے ہاتھ ملانا پسند نہیں کرتے۔ مکرم امیر صاحب اس سوال کا جواب دینے کے بعد اپنی نشست سے اٹھے اور اس ممبر اسمبلی کے پاس جاکر ان کو سلام کیا، ان سے ہاتھ ملایا اور گلے لگایا۔ اس ممبر کو قرآن مجید بھی دیا کہ وہ قرآن مجید جو مسلمانوں کی مقدس کتاب ہے اسے چھو کر پڑھ کر دیکھ لیں۔ اس واقعہ کو تمام ممبران نے بہت انجوائے کیا۔

صدر مجلس کے اختتامی کلمات

سوالات کا سلسلہ ختم ہونے پر صدر مجلس آنریبل Donaka Lubutu صاحب نے اختتامی کلمات کہے۔ آپ نے کہا:

’’ہم جماعت احمدیہ اور امیر جماعت احمدیہ کے بہت شکرگزار ہیں۔ آپ کا پیغام بہت عمدہ اور بہت واضح تھا۔ ہمیں یقین ہوگیا ہے کہ حقیقی اسلامی تعلیمات کی پیروی کی جائے تو مذہب قومی مفادات کے خلاف نہیں۔ حقیقی مسلمان وہ ہے جو زبان اور ہاتھ سے دوسرے کو تکلیف نہیں دیتا۔ ہم مطمئن ہو گئے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی بیان کردہ اسلامی تعلیمات امن، رواداری، مساوات، اخوت اور خوفِ خدا پر مبنی ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کا پیغام امن وسلامتی کا ہے۔ اس کے ساتھ ہم اس غیر معمولی اجلاس کی کارروائی کا اختتام کرتے ہیں۔‘‘

صدر مجلس کے اختتامی کلمات کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ اس طرح یہ تاریخ ساز لمحات اور تاریخی اجلاس خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اجلاس کے بعد ممبران اسمبلی اور جماعتی وفد کا گروپ فوٹو بھی ہوا۔ مجموعی طور پر یہ اجلاس اڑھائی گھنٹے سے زائد وقت جاری رہا۔ اسمبلی کے 36 ممبران میں سے زیادہ تر خود حاضر تھے۔ جو ممبران خود حاضر نہ ہو سکے ان کے نمائندگان اجلاس میں شریک ہوئے۔ اس طرح کل ممبران کی شمولیت ہوگئی۔ دس صوبائی وزراء میں سے تین وزراء حاضر تھے۔ بعض وزراء کے نمائندے شامل ہوئے۔

تاثرات

❁... آنریبل Mashango Warset صاحب نے کہا:

’’آج ہمیں اسلام کے بارے میں بہت کچھ سیکھنے کو ملا ہے۔ اسلام کے نام پر ہونے والی دہشت گردی کے بارے میں وضاحت ملی ہے کہ اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ میں اس پروگرام کے انعقاد پر بہت خوش ہوں۔ اور جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں‘‘

❁... صوبائی وزیرداخلہ ہزایکسی لینسی Ichaba Mboka صاحب نے کہا:

’’مکرم امیر صاحب کی تقریر بہت واضح تھی اس سے مجھے اسلام کو سمجھنے کا موقع ملا ہے۔ ہم سمجھتے تھے کہ دنیا میں دہشت گردی اسلام کی وجہ سے ہے۔ آج معلوم ہوا ہے کہ اسلام میں تو دہشتگردی کی کوئی گنجائش نہیں اور اسلام کے نام پر دہشتگردی نہیں کی جاسکتی۔ اسلام امن کا مذہب ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی تعلیمات کی وجہ سے کونگو میں بھی مسلمان دہشت گردی سے دور رہیں گے۔‘‘

❁... اسمبلی کے انتظامی سٹاف کے رُکن مکرم Gatega Kagobe صاحب نے کہا:

’’آج معلوم ہوا ہے کہ قرآن مجید مذہبی آزادی کا ضامن ہے۔ اسلام برداشت سکھاتا ہے۔ اگر دنیا قرآن مجید کی پیروی کرے تو جنگ اور فساد ختم ہوجائے۔ دوسرے لوگ جن کو اسلام کی صحیح تعلیمات کا علم نہیں اپنے طریقے سے اسلام کی تشریح کرتے ہیں۔ اسلام امن کا مذہب ہے اور لوگوں کو قریب لاتا ہے۔ اگر سب مسلمان قرآن کی تعلیم کو اپنائیں اور اس پر عمل کریں تو وہ سب کے ساتھ امن سے رہیں گے۔ امیر جماعت کا خطاب بہت زبردست اور واضح تھا۔‘‘

❁... آنریبل Donaka Lubutu صاحب نے کہا:

’’آج ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملا ہے۔ ہم امیر جماعت احمدیہ کے شکرگزار ہیں کہ انہوں ہمیں اسلام کے بارے میں وضاحت سے سمجھایا۔ واقعۃً اسلام کا دہشتگردی سے کوئی تعلق نہیں‘‘

❁... آنریبل Balekage Dambuka صاحب، (آپ ممبر اسمبلی ہونے کے ساتھ ساتھ مقامی روایتی چیف بھی ہیں ایک لاکھ لوگ آپ کی چیفڈم میں رہتے ہیں) نے کہا:

’’میں اس پروگرام میں شرکت کرکے بہت خوش ہوں۔ امیر جماعت کا پیغام بہت واضح تھا۔ جو کچھ یہاں کہا گیا ہے مَیں اس سے متفق ہوں۔ آج حقیقی اسلام کا چہرہ ہمیں دکھایا گیا ہے۔‘‘

❁... آنریبل Lgendo Desire صاحب نے کہا:

’’آج کے اجلاس میں امن اور محبت کی بات کی گئی ہے۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آگاہی دی گئی ہے۔ ہم آپ کے شکرگزار ہیں‘‘

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس پروگرام کے بہت اچھے اور عمدہ دُوررس نتائج ظاہر ہوں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کونگو کو مزید ترقیات سے نوازے۔ اس پروگرام کے انعقاد میں حصہ لینے والے تمام احباب کو اپنی رحمت سے اور بے شمار برکات سے نوازے۔

مطالعہ کتب مسیح موعود علیہ السلام کا نظام ترتیب

1920ء میں ایک مخلص احمدی نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں بذریعہ مکتوب استفسار کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں کس ترتیب سے پڑھنی چاہئیں؟ اس کے جواب میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

’’(1) سب سے پہلے ازالۂ اوہام کی ضرورت ہے۔
2۔ پھر براہین احمدیہ حصہ پنجم۔
3۔ تحفہ گولڑویہ۔
4۔ الوصیت۔
5۔ تقویۃ الایمان (کشتی نوح)۔
6۔ حقیقۃ الوحی۔

ان کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد دوسرا سلسلہ

1۔ براہین احمدیہ پہلے چار حصے۔
2۔ سرمہ چشم آریہ۔
3۔ آئینہ کمالات اسلام۔
4۔ اسلامی اصول کی فلاسفی اور چشمۂ معرفت۔

اور وقت ملے تو باقی جو حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری کتابیں ہیں وہ بھی پڑھیں... ’’براہین احمدیہ حصہ پنجم‘‘ اور ’’حقیقۃ الوحی‘‘ اس کے ساتھ ملحوظ رہے۔ اگر خود تحقیق کی فرصت نہ ہو تو ’’حقیقۃ النبوۃ‘‘ کا مطالعہ کیا جاوے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت اقدسؑ کی صرف کتب کا مطالعہ کافی نہیں۔ اس سے محض علمی رنگ کامل ہوتا ہے۔

ایک اور چیز ہے جس کے بغیر حضرت اقدس کی بعثت سے انسان پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور وہ ان ڈائریوں کا مطالعہ ہے جو وقتاً فوقتاً اخباروں میں چھپتی رہی ہیں۔ ان کا علمی حصہ ایسا یقینی نہیں جیسے حضرت اقدس کی کتب ہیں۔ کیونکہ ڈائری نویس بعض وقت الفاظ پوری طرح یاد نہیں رکھ سکتا۔ لیکن ان سے دو باتوں کا پتہ لگتا ہے۔ ایک یہ کہ حضرت اقدس اپنی بعثت کا مطلب کیا سمجھے تھے اور اسے پورا کرنے کے لئے کس رنگ میں کوشش کرتے رہے۔ دوسرے یہ کہ جن لوگوں کے سامنے حضور کا دعویٰ پیش ہوا اور اسے انہوں نے قبول کیا اور سالہا سال تک آپ کے ساتھ رہے یا کثرت سے آپ کی ملاقات کرتے رہے انہوں نے حضور کے کلام سے کیا سمجھا اور آپ کے ساتھ کس رنگ میں معاملہ کرتے تھے۔ **ان دونوں باتوں کے جاننے کے بغیر انسان احمدیت کے مغز کو نہیں پاسکتا۔‘‘**

(الفضل 9 دسمبر 1920ء صفحہ 9,8)

☆...☆...☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم مولانا حکیم خورشید احمد صاحب شاد

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 14؍اپریل 2012ء اور 15 جون 2012ء میں محترم ناصر احمد ظفر بلوچ صاحب مرحوم سابق سیکرٹری امورعامہ لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کے قلم سے ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں جماعت احمدیہ کے دیرینہ خادم، عالم دین اور سابق صدرعمومی محترم مولانا حکیم خورشید احمد صاحب شادؔ کی ہمہ جہت شخصیت کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

محترم حکیم خورشید احمد صاحب 25 نومبر 1921ء کو مکرم شیخ کریم اللہ صاحب کے ہاں سکنہ پیل ضلع پسنی ریاست پٹیالہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد پٹواری ہونے کے باوجود اپنی دیانتداری، نیکی اور شرافت کے باعث اپنے علاقہ میں معروف تھے۔ انہوں نے آپ کو تعلیم وتربیت کی خاطر جامعہ احمدیہ قادیان میں داخل کرایا۔ آپ انتہائی ذہین، قابل اور محنتی تھے۔ دوران طالب علمی مقابلہ جات میں پوزیشنز حاصل کیا کرتے۔ 1943ء میں جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کے امتحان میں اوّل آکر گولڈ میڈل حاصل کیا۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر علمِ حدیث میں تخصّص کے لئے دہلی جاکر دیوبند وغیرہ میں چوٹی کے علماء سے تحصیل علم کیا۔ آپ کی ذہانت اور علم کی وجہ سے آپ کے اساتذہ نے انہیں اپنے پاس ہی رہنے کو کہا لیکن آپ اپنا مقصد پورا ہونے پر واپس تشریف لے آئے اور پھر اس شعبہ میں بہت ترقی کی۔ آپ کا درس حدیث بہت سے علمی نکات پر مشتمل ہوتا، احباب محو ہوکے سنتے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو تبویب مسند احمدؒ بن حنبل کی اہم اور وقیع ذمہ داری تفویض کی اور آپ اس بے مثال فرض کو ادا کرنے میں سرخرو ہوئے۔

مکرم حکیم خورشید احمد صاحب کی پہلی شادی حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کی دختر مکرمہ امۃ اللہ خورشید صاحبہ سابق مدیرہ ماہنامہ مصباح کے ساتھ ہوئی تھی جو 26 ستمبر 1960ء کو وفات پاگئیں تو 1961ء میں محترمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ دختر حضرت شیخ اللہ بخش صاحبؓ ریٹائرڈ انسپکٹر ایکسائز بنّوں آپ کی زوجہ بنیں۔

ذاتی لگن، محنت اور غیرمعمولی ذہانت کے باعث آپ نے جس کام کو بھی شروع کیا اس میں خدا کے فضل سے کامیابی حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست شفا عطا فرمایا تھا۔ اسی بِنا پر آپ نے خورشید یونانی دواخانہ کے نام سے کاروبار کا آغاز کیا۔ طبّ کی تعلیم ذاتی شوق اور مطالعہ سے حاصل کی اور امراض کی تشخیص میں اپنا منفرد مقام بنالیا۔ دوردراز سے مریض آپ کے پاس آتے جن میں بڑے بڑے افسران اور زمیندار بھی شامل تھے۔

آپ اپنے مطب سے جماعت کے بزرگوں، پولیس افسران اور سول افسران کو گرمیوں میں خصوصاً شربت بادام اور دیگر شربتوں کے علاوہ قیمتی دیسی ادویات بھی بلامعاوضہ دے کر غیرمعمولی فیض عام کا سلسلہ جاری رکھتے۔ آپ انتہائی ملنسار، فیاض اور مہمان نواز تھے جماعتی و دینی کاموں میں ذاتی گرہ سے بے دریغ خرچ کرنے والے وجود تھے۔ جماعتی کاموں میں دفتری گاڑی کے ساتھ ساتھ اپنی ذاتی گاڑی بھی ہمیشہ وقف رکھتے تھے۔ اپنے مخلص، مفلس اور مظلوم بھائیوں کی ظالم افراد کے مقابلہ میں ڈٹ کر مدد اور حمایت فرماتے۔ مقابلہ میں خواہ کوئی کتنا ہی دنیاوی لحاظ سے مضبوط اور بااثر ہی کیوں نہ ہوتا آپ قول سدید سے کام لینے سے قطعی دریغ نہ کرتے اور اُس وقت تک مظلوم کی امداد سے دستبردار نہ ہوتے جب تک ظالم ظلم سے دستکش ہوکر مظلوم کی حق رسی پر مجبور نہ ہوجاتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کی وفات پر آپ کی انہی خوبیوں کے پیش نظر فرمایا تھا کہ ’’…ایسے مشکل مواقع پر ربوہ کے عوام کی سرپرستی کرنے میں حضرت مولوی صاحب کا بہت بڑا ہاتھ تھا…‘‘۔

آپ انتہائی نڈر اور بے خوف وخطر شخصیت کے مالک تھے۔ ایک بار ناصرآباد کے صدر عالمِ پریشانی میں آئے اور بتایا کہ فلاں جاگیردار نے محلہ کی ایک شارع عام پر ناجائز قبضہ کرکے گلی کے کونہ میں کمرہ کھڑا کرکے دو مسلح پہریدار کھڑے کردیئے ہیں جس سے گلی کے مکینوں کا راستہ بند ہوگیا ہے۔ محترم حکیم صاحب نے خاکسار کو ساتھ لیا اور جائے وقوعہ پر پہنچتے ہی مزدوروں کو للکارا کہ خبردار اگر ایک اینٹ بھی مزید رکھی۔ مزدوروں نے ہاتھ روک لیا تو آپ نے حکم دیا کہ یہ ناجائز تعمیر ازخود فی الفور گرادیں۔ انہوں نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم سے دیوار نہ گروائیں ہم مزید ایک اینٹ بھی نہیں لگائیں گے، آپ مہربانی فرماکر تعمیر کرنے والوں سے معاملہ طے کرلیں۔ آپ نے صدرمحلّہ سے فرمایا کہ یہاں حسب سابق اور نقشہ کے عین مطابق راستہ بحال رہنا چاہئے۔ پھر فرمایا کہ سارا ملبہ اٹھا لیں اور اگر اس سلسلہ میں کوئی بازپرس یا بات کرے تو مَیں انہیں جواب دوں گا۔ یہ حالات دیکھ کر فریق ثانی نے محترم حکیم صاحب کا براہ راست سامنا کرنے کی بجائے مسلسل کئی ماہ تک آپ کے خلاف پولیس کارروائی کرنے کی ہرممکن کوشش کی۔ لیکن آپ کے اصولی اور مبنی برحقیقت مؤقف کے باعث ان کی کوئی کوشش بھی کامیاب نہ ہوئی۔ حضرت حکیم صاحب کے دورِ صدارت میں شاید ہی کوئی ناجائز قبضہ کرنے میں کامیاب ہوا ہو۔

آپ بے کسوں، غریبوں، ضرورتمندوں اور یتیموں سے بہت ہمدردی رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ احمدنگر کی ایک بیوہ خاتون جو ہر لحاظ سے بیکس اور مفلس تھی آپ کے پاس آئی۔ جب آپ کو اس خاتون کی حالت زار کا علم ہوا تو اس کی رہائش سمیت جملہ ضروریات فوری طور پر پوری کردیں اور بعد میں بیوت الحمد میں کوارٹر کا انتظام بھی کرادیا۔

آپ اپنے رفقاء کار اور ماتحتوں سے بھی غیرمعمولی شفقت اور ہمدردی کا سلوک کرتے۔ مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب صدر محلّہ ناصرآباد شرقی کے بھتیجے کو ایک بار باؤلے کتّے نے کاٹ لیا۔ وہ بچے کو لے کر پریشانی کے عالم میں محترم حکیم صاحب کے پاس آگئے تو آپ نے فوراً اپنے ڈرائیور کو بچے کو ذاتی کار میں چنیوٹ لے جانے کا کہا نیز کچھ پیسے بھی دئیے اور فرمایا کہ خواہ لاہور تک جانا پڑے جائیں اور ماسٹر صاحب کا کسی قسم کا خرچ نہیں کروانا۔

جب خاکسار نے اپنی آنکھوں میں لینز (Lens) ڈلوایا لیکن بینائی پر منفی اثر پڑا۔ کئی ڈاکٹروں سے بھی چیک کرایا لیکن امید کی کرن دکھائی نہ دی۔ محترم حکیم صاحب اس دوران مسلسل دریافت فرماتے رہے۔ ایک روز آپ خاکسار کے گھر تشریف لائے اور آنکھ کی صورتحال معلوم کرکے فرمایا کہ مَیں آپ کی آنکھ کا معائنہ لاہور کی ایک معروف لیڈی ڈاکٹر سے کروانا چاہتا ہوں۔ خاکسار نے آپ کی غیرمعمولی مصروفیت کے پیش نظر پس و پیش کا اظہار کیا۔ لیکن آپ اگلی صبح مجھے اپنی کار میں اپنے ہمراہ لاہور لائے اور چیک کروایا۔ اور باوجود خواہش اور کوشش کے خاکسار کو کسی قسم کا خرچ بھی نہ کرنے دیا۔

اسی طرح موسمِ سرما میں ایک شام جب خاکسار جماعتی کام کے سلسلہ میں چنیوٹ سے واپس ربوہ پہنچا تو مجھے دیکھ کر آپ نے کہا کہ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ آپ کو لقوہ ہوگیا ہے۔ بعد میں ڈاکٹروں نے بھی اس کی تصدیق کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ٹیکے اسی مقصد کے لئے مَیں نے انڈیا سے منگوائے تھے۔ یہ فوراً لگوائیں۔ چنانچہ وہ ٹیکے مَیں نے لگوائے اور اس سے مرض جاتا رہا۔

موسم سرما کی ایک شام آپ دفتر صدر عمومی میں تشریف لائے اور اپنی اچکن مکرم ماسٹر مجید صاحب کو دے کر فرمایا کہ یہ پہن کر دکھائیں۔ انہوں نے اچکن پہنی تو آپ نے فرمایا: یہ تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ناپ پر ہی سلی ہوئی ہے۔ مَیں سیدھا اسے درزی سے لے کر آرہا ہوں اور اب یہ میری طرف سے آپ کے لئے تحفہ ہے۔

محترم حکیم خورشید احمد صاحب کا تقرر بطور صدرعمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ جون 1974ء میں ہوا اور آپ اس اہم عہدہ پر 20 سال تک فائز رہے اور یہ عرصہ جماعتی ابتلاؤں کے لحاظ سے غیرمعمولی تھا۔ آپ نے نت نئے مسائل کا مردانہ وار اور حکمت کے ساتھ جرأت و بہادری سے مقابلہ کیا اور ہر میدان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہے۔ خلفاء سلسلہ کا اعتماد اور محبت و اطاعت کا رشتہ قائم رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ مجلس افتاء، مجلس کارپرداز، دارالقضاء کے رکن اور قاضی بھی رہے۔

آپ کو خلافت سے بہت لگاؤ اور محبت تھی۔ ہرتحریک اور ارشاد پر پہلی فرصت میں لبیک کہتے۔ 1984ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو ہجرت کرنا پڑی۔ اور کچھ عرصہ بعد حضورؒ کے خطبات کی کیسٹس لندن سے آنا شروع ہوئیں تو محترم حکیم صاحب نے خطبات جمعہ کو ہر احمدی کو سنانے کا بیڑا اٹھایا اور اس میں حتی المقدور کامیاب بھی ہوئے۔

جب آپ کا تقرر بطور صدرعمومی ربوہ ہوا تو شہر کے حالات بہت خراب تھے۔ گویا اندھیرنگری اور چوپٹ راج تھا۔ پولیس جب اور جس کو چاہے پکڑ کر حوالات میں بند کردیتی تھی۔ ان نامساعد حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جب محترم حکیم صاحب کو صدرعمومی نامزد فرمایا تو کئی احباب حیران رہ گئے۔ آپ کی اعصابی کمزوری کا یہ حال تھا کہ گولبازار میں اپنی دکان سے مسجد مہدی آتے تو سر پر تولیہ رکھ کر تشریف لاتے کہ کہیں سخت موسم اعصاب پر اثرانداز نہ ہوجائے۔ دوسری طرف آپ غیرمعمولی عالم دین تھے جس کی ساری زندگی حصول علم میں ہی گزری۔ چنانچہ بطور صدرعمومی، ربوہ کے حالات سے نمٹنا اور انتظامیہ کے ساتھ حکمت سے معاملات طے کرنے جیسے کام آپ کی شخصیت سے بظاہر متضاد لگتے تھے۔ آپ نے کبھی تھانہ دیکھا تھا، نہ ایسے معاملات سے آپ کو کبھی واسطہ پڑا تھا۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا خدا کے خاص فضل اور امام وقت کی دعاؤں کے طفیل محترم حکیم صاحب کا ہر لمحہ اور ہر دن کامیابیوں اور کامرانیوں کی طرف بڑھتا ہی چلا گیا۔ پولیس کے نچلے طبقے سے لے کر اعلیٰ افسران تک آپ کی غیرمعمولی فراست، منصف مزاجی اور اعلیٰ شخصیت کے معترف ہوتے گئے۔ کبھی کبھار اگر آپ تھانہ چلے جاتے تو اکثر پولیس آفیسر اور جوان آپ کو اپنے بزرگ کا رتبہ دیتے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ آپ پولیس کو کوئی غلط کام نہیں کہتے تھے۔ اگر کسی احمدی نے کوئی غلط کام کیا ہوتا تو آپ قول سدید سے کام لیتے ہوئے اُس کی غلطی کا اعتراف کرتے اور کبھی غلط سفارش نہ کرتے۔

ایک دفعہ ربوہ کے مجسٹریٹ نے آپ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے آپ کو فون پر بتایا کہ حکیم صاحب! مَیں نے کوشش کرکے آپ کا نام پولیس میں پرچہ درج ہونے سے قبل ہی کٹوا دیا ہے۔ آپ نے استفسار فرمایا: کیسا پرچہ اور کن کن کے خلاف درج ہوا ہے؟ جواباً مجسٹریٹ نے بتایا کہ مرزا منصور احمد اور فلاں فلاں کے خلاف یہ مقدمہ درج ہوا ہے۔ آپ نے یہ سنتے ہی اُس کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے انتہائی پریشان کُن لہجہ میں شکوہ کیا کہ ’’آپ کی یہ بات سن کر مجھے تکلیف ہوئی ہے۔ اگر آپ نے کوئی نام اس مقدمہ سے نکلوانا ہی تھا تو پھر میری جگہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کا نام نکلواتے‘‘۔ اس صورتحال پر آپ بہت پریشان تھے اور بار بار یہ ذکر فرما رہے تھے کہ میرا نام مقدمہ سے خارج ہونے کی وجہ سے مَیں ایک بہت بڑے اعزاز سے محروم ہوگیا ہوں۔ اور پھر جب تک حضرت میاں صاحب کا مقدمہ ختم نہیں ہوا آپ مسلسل بےکل و بےقرار رہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ مذکورہ مقدمہ 6 مئی 1987ء بجرم 298c تھانہ ربوہ میں درج ہوا جس میں حضرت میاں صاحب کے علاوہ دیگر 12؍احباب جماعت شامل تھے اور ان خوش نصیبوں میں خاکسار کا نام بھی تھا۔

جب آپ صدرعمومی بنے تو لوکل انجمن احمدیہ کا کوئی باقاعدہ دفتر بلکہ کوئی کلرک تک نہ تھا۔ ان حالات میں آپ نے خلیفۂ وقت کی راہنمائی میں اہل ربوہ کی خدمت اور ان کے مسائل حل کرنے میں مؤثر اور مخلصانہ تاریخی کردار ادا کیا اور لوکل انجمن احمدیہ کو قواعد کے سانچے میں ڈھالا اور 24؍اکتوبر 1992ء کو پہلی بار صدرعمومی کی مجلس عاملہ بناکر ناظراعلیٰ سے منظوری حاصل کی۔ آپ نے مسجد مہدی کے پہلو میں پہلے مرحلہ کے طور پر ایک خوبصورت اور جدید طرز تعمیر کا حامل دفتر صدرعمومی تعمیر کروانے کی توفیق بھی پائی جس کا باضابطہ افتتاح 1983ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے دست مبارک سے فرمایا۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 9 اپریل 2012ء میں مکرم عامر احمدی صاحب کا ایک قطعہ شامل اشاعت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

’’آج میرے دل نے مجھ سے پھر کہا
یاد کر پھر سے وہی عہدِ وفا‘‘
جان و دل سے ہیں خلافت پر فدا
لاجَرَم ہر ایک دل ہے کہہ رہا
حضرتِ مسرور ہیں میرے حضور
کس قدر پُرنُور ہیں میرے حضور

صدر عمومی بننے سے پہلے محترم حکیم صاحب حلقہ گولبازار کے صدر بھی تھے۔ آپ نے مسجد مہدی کی ازسرنوتعمیر کا منصوبہ شاندار انداز میں مکمل کروایا۔ جب ڈش انٹینا کا دور شروع ہوا تو ربوہ میں زیادہ سے زیادہ ڈش انٹینا کی تنصیب کو یقینی بنانے کے لئے آپ پر ایک دُھن سوار تھی۔ اگرچہ معاندین نے آپ کی مردانہ وار حکمت اور جرأت کو دبانے کے لئے آپ کے خلاف بے بنیاد اور بے سروپا مقدمات کا سلسلہ بھی شروع کیا لیکن ان تمام مقدمات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو باعزت بری فرمایا۔ آپ کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ آپ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایم ٹی اے کے پروگرام میں تفصیلی ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’...مقدمات میں پڑ کر اور سنگین صورت حالات میں حضرت مولوی صاحب کی صلاحیتیں نکھر کر سامنے آ جاتی تھیں‘‘۔

مضمون نگار نے محترم حکیم صاحب کے خلاف دائر کئے جانے والے مقدمات کا ذکر بھی کیا ہے۔ ایک مقدمہ میں (جس میں آپ کو دو ماہ کے لئے اسیر راہ مولا بننے کا شرف حاصل ہوا) محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ، مکرم خواجہ مجید احمد صاحب، مکرم مبارک احمد سلیم صاحب، مکرم وسیم احمد انور صاحب اور مکرم عبدالعزیز بھامبڑی صاحب بھی گرفتار ہوئے تھے۔ اس دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مکرم مبارک احمد سلیم صاحب اور مکرم وسیم احمد انور صاحب کے ایک خط کے جواب میں تحریر فرمایا:

’’آپ دونوں کا خط ملا اور اسیرانِ احمدیت کی یاد میرے زخموں کو تازہ کر گئی۔ دن میں کئی کئی بار اور رات کو تو اَور بھی زیادہ ذہن مکرم باجوہ صاحب، حکیم خورشید احمد صاحب، خواجہ مجید احمد صاحب اور آپ دونوں کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اب تو سنا ہے کہ مولوی عبدالعزیز بھامبڑی صاحب بھی آپ سے آملے ہیں...۔

آج لکھوکھہا مظلوم دوسرے انسانوں کے ظلم وستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ بعض اذیتیں سہہ کر گمنامی کی حالت میں دم توڑ رہے ہیں۔ بعض کے مقدّر میں عمر بھر کی ہولناک قید تنہائی لکھ دی جاتی ہے لیکن کون ہے دنیا میں جو اِن کے درد سے پُر اس طرح تڑپے اور بیقرار ہو جس طرح آج آپ کے لئے لکھوکھہا بندگان خدا بیقرار ہیں اور تڑپ رہے ہیں۔ پھر یہ ایک دو نسل کی باتیں نہیں۔ قیامت تک آپ کا نام آسمان احمدیت پر ستارے بن کر چمکتا رہے گا...۔

پیارے برادران باجوہ صاحب، حکیم خورشید صاحب، خواجہ صاحب اور آپ دونوں کو میرا نہایت محبت بھرا سلام اور پیار۔ اس وقت میرے تصور کی آنکھ بڑی محبت سے مگر سخت بے بسی کے حال میں آپ سب کو دیکھ رہی ہے۔ خداحافظ۔‘‘

پہلے ان اسیران کو تھانہ بھوانہ کی حوالات میں محبوس رکھا گیا۔ پھر ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اس عرصہ میں نہ صرف سینکڑوں قیدی بلکہ جیل افسران بھی آپ کے مفت علاج سے شفایاب ہوئے بلکہ اس کارخیر کا نیک اثر رہائی کے بعد بھی محترم حکیم صاحب کی زندگی تک قائم رہا۔ آپ کے پولیس میں نیک اثر اور آپ کی بیگناہی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک روز ایک سینئر پولیس افسر خود تھانہ بھوانہ تشریف لائے اور آپ سے ہمدردانہ لہجہ میں یوں مخاطب ہوئے کہ حکیم صاحب مجھے آپ کی بے گناہی کا مکمل یقین ہے لیکن یہ پرچہ حکومتی پالیسی کا نتیجہ ہے جس میں مَیں بے بس ہوں۔ پھر انہوں نے قریب کھڑے SHO کو حکم دیا کہ یہ میرے ذاتی مہمان ہیں انہیں ہر قسم کی سہولت مہیا کی جائے۔

محترم حکیم صاحب کے خلاف دوران صدارت 4 مقدمات بنائے گئے جن میں آپ کے ساتھ جماعت کے انتہائی قابل احترام بزرگ بھی شامل تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے چاروں میں باعزت بریّت ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک بار 1989ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی عدم موجودگی میں محترم حکیم صاحب کو امیر مقامی نامزد فرمایا۔

محترم حکیم صاحب 16؍اگست 1994ء کی شب بعمر 73 سال راولپنڈی میں وفات پا گئے۔ آپ کی تدفین حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اجازت سے بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ بزرگان میں ہوئی۔ حضورؒ نے آپ کی وفات کے بعد حضرت کے لقب سے آپ کو ملقّب فرمایا۔

محترم حکیم صاحب کی تدفین کے وقت کونسل کے چیئرمین، کونسلرز، سرکاری و غیر سرکاری افسران اور دیگر غیر از جماعت معززین بھی حاضر رہے اور بعد از تدفین تعزیت کے لئے آپ کے گھر بھی تشریف لاتے رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایم ٹی اے کے پروگرام ’’ملاقات‘‘ بتاریخ 16؍اگست 1994ء میں محترم حکیم صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا:

’’مولوی صاحب نے جماعت کی بہت خدمت کی ہے۔ وہ بہت گہرے عالم تھے۔ حدیث کا ٹھوس علم حاصل تھا۔ جامعہ میں میرے استاد بھی رہے۔ بہت ہی گہرا علم اور وسیع نظر تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے آپ کو دیوبند بھیج کر حدیث کا علم دلوایا۔ دوسری خوبی ان کی یہ تھی کہ بڑی انتظامی صلاحیت کے مالک تھے۔ جب بڑے مشکل اوقات میں جماعت کے خلاف شدید دشمنی کا اظہار کیا گیا۔ ایسے مشکل مواقع پر ربوہ کے عوام کی سرپرستی کرنے میں حضرت مولوی صاحب کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفا دی تھی۔ بہت سے ایسے مریض جو حکومت کے ملازم ہوتے تھے یا علاقہ کے بڑے زمیندار جن سے عموماً شر پہنچتا تھا وہ مولوی صاحب کی مخالفت نہیں کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی حکمت اور طبابت کے نسخے بہت مفید ہوتے تھے۔ چنیوٹ سے بھی سلسلے کے مخالف یا تو بھیس بدل کر دوا لینے آتے یا کسی کو بھجوا دیتے اور درخواست کرتے کہ ہمارا نام نہ لیا جائے۔‘‘

...❁...❁...❁...

محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 23؍اپریل 2012ء میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں مکرمہ ص۔ وسیم صاحبہ نے اپنی والدہ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد حنیف باجوہ صاحب کا ذکر خیر کیا ہے جو 21؍اپریل 2011ء کو وینکوور (کینیڈا) میں وفات پاگئیں۔ آپ موصیہ تھیں۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ حضور انور نے بھی لندن میں نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ حضرت حافظ محمد اسحاق صاحبؓ آف پیر کوٹ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ بچپن قادیان کی بابرکت بستی میں گزرا۔ باقی عمر کا اکثر حصہ ربوہ میں بسر ہوا۔ ہنس مکھ تھیں، امیر غریب ہر ایک سے دوستی کرتیں لیکن غرباء کی خاص طور پر زیادہ دلداری کرتیں اور اُن کی ضرورتوں کو پورا کرتیں۔

آپ پڑھی لکھی تھیں۔ سکول ٹیچر کی تعلیم بھی حاصل کی ہوئی تھی لیکن کبھی ملازمت نہ کی بلکہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت پر ہی خاص توجہ دی۔ اسی مقصد کے لئے بچوں کے ہمراہ ربوہ رہتی رہیں جبکہ خاوند ملازمت کی غرض سے بہاولنگر میں رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے بچوں میں ڈاکٹر، انجینئر، فارماسسٹ، ماسٹرز (کیمسٹری، عربی، اردو) سب موجود ہیں۔ اور سب بچے جماعتی خدمات میں بھی بھرپور حصہ لیتے ہیں۔

محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ لجنہ کے کاموں میں سرگرم رہتیں۔ لمبا عرصہ اپنے محلّہ کی صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ہر ایک کی مدد کے لئے ہر وقت آمادہ رہتیں۔ غریب خواتین کو چندہ دینے کی عادت ڈالنے کے لئے پہلے ان کی مالی مدد کرتیں اور پھر ان کو چندہ دینے کی تحریک کرتیں اور انہی کے ہاتھ سے چندہ دلواتیں اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی، یوں آپ نے بہت سی خواتین کو چندہ دینے کی عادت ڈالی۔ کسی کے ہاں وفات ہوتی تو سب سے پہلے ان کے گھر جاتیں اور کھانے یا ناشتے جس کا بھی وقت ہوتا خود بنا کر لے جاتیں اور ان کی ڈھارس بندھاتیں، ہمت اور حوصلے کی تلقین کرتیں۔

آپ نے بہت فعّال زندگی گزاری۔ کم کھاتیں، کم سوتیں اور روزانہ سیر ضرور کرتیں۔ بہت صاف گو، متقی، پرہیزگار، خدا پر توکّل کرنے والی خاتون تھیں۔ خلیفۂ وقت سے وفا اور پیار کا تعلق تھا۔ قرآن کریم کا آپ کا تلفّظ بہت اچھا تھا مگر جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے عربی تلفّظ سیکھنے کی تحریک کی تو عمر زیادہ ہونے کے باوجود بہت شوق سے کلاسز میں شامل ہو کر عربی تلفظ خود بھی سیکھا اور پھر دوسروں کو بھی تحریک کی چنانچہ بہت سی بزرگ خواتین نے آپ کی تحریک پر عربی تلفّظ سیکھا۔

آپ نے اپنی 75 سالہ زندگی میں جہاں دوسری جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا وہاں 1977ء میں وصیت کی بابرکت تحریک میں بھی شامل ہوئیں۔ وصیت کرنے کے بعد اَن گنت بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک سادہ اور ترجمہ سے پڑھایا۔ چند عمر رسیدہ خواتین کو بھی قرآن کریم سادہ پڑھایا۔ بوقت وفات بھی وینکوور میں وقف نو کے بچوں کو قرآن پڑھانے کا کام آپ کے سپرد تھا۔ قرآن کریم پڑھانے کا اتنا شوق تھا کہ وفات سے ایک روز قبل اپنے سب بچوں اور پوتیوں پوتوں کو اپنے پاس بلا کر باری باری پیار کیا۔ جب چھوٹے پوتے اور پوتی کو پیار کیا تو رونے لگیں اور روتے ہوئے کہا کہ ابھی تو میں نے ان کو بھی قرآن پاک ختم کروانا تھا۔

محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ بہت غریب پرور تھیں۔ زیور کپڑے جمع کرنے کی حسرت نہ تھی۔ جو بھی ملا غرباء میں تقسیم کر دیا۔ ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ پنجوقتہ نماز اور قرآن کی تلاوت کا خود بھی التزام کرتیں اور اپنی اولاد کو بھی نصیحت کرتیں۔ رمضان میں ہمیشہ دو مرتبہ قرآن پاک کا دَور مکمل کرتیں ایک دفعہ سادہ اور ایک دفعہ ترجمہ سے۔ اجلاسات اور جمعہ پر باقاعدگی سے جاتیں۔ اپنی بیٹیوں کو ہمیشہ نصیحت کرتیں کہ برکت اسی کمائی میں ہوتی ہے جو خاوند لے کر آئے اور بیوی اس کو سلیقے سے خرچ کرے اور یہ بھی نصیحت کرتیں کہ برے وقت کے لئے کچھ سنبھال کر رکھنا چاہئے۔ اپنی اولاد کو پاک رزق عطا ہونے کے لئے خاص دعا کرتیں۔

آپ کا اپنے سسرال سے بہت پیار کا سلوک تھا۔ کبھی کوئی آپ سے ناراض ہوا اور نہ ہی آپ کو کسی کے خلاف بات کرتے ہوئے سنا۔ ہمیشہ بڑوں کی عزت اور چھوٹوں سے پیار کرتیں۔ اپنے بیٹوں سے کبھی بہوؤں کی شکایت نہ کرتیں بلکہ بہوؤں کے حقوق کی خاطر بیٹوں کو سمجھاتیں۔

...❁...❁...❁...

قلعہ ’’رانی کوٹ‘‘

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 7اپریل 2012ء میں رقبے کے لحاظ سے دنیا کے سب سے بڑے قلعہ ’’رانی کوٹ‘‘ کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔

پاکستان کے صوبہ سندھ میں واقع رانی کوٹ کا قلعہ رقبے کے اعتبار سے دنیا کا سب سے بڑا قلعہ ہے جس کی چار دیواری 24 کلومیٹر طویل ہے۔ یہ قلعہ فن تعمیر کے اعتبار سے بھی ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے کیونکہ بعض جگہوں پر چٹانوں کو تراش کر دیواروں کا کام لیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ دنیا میں اپنی نوعیت کی واحد عمارت ہے جہاں پہاڑیوں کو اس کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔

رانی کوٹ ’’تور‘‘ کے پہاڑی سلسلہ میں واقع ہے۔ اس کی دیوار کو دیوار چین کے بعد دنیا کی سب سے لمبی دیوار کہا جاتا ہے۔ اندازاً یہ قلعہ 324 قبل مسیح میں بنایا گیا تھا اور اس کی تعمیر میں اڑھائی ہزار مزدوروں نے حصہ لیا۔ اس کے چار بڑے دروازے ہیں۔

اس قلعے کے نام رانی کوٹ کے متعلق کئی کہانیاں مشہور ہیں۔ سندھی زبان میں ’’رانی‘‘ ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے پانی کا کوئی چشمہ زیرزمین چلتا ہوا آگے کسی دسری جگہ پر جا کر نکلے۔ اسی وجہ سے اس قلعے کا نام رانی کوٹ پڑ گیا کہ یہاں ایک ندی ہے جو کافی فاصلے تک زیرزمین چلتی ہے۔ قلعے کے اندر آباد گاؤں جس کی آبادی تقریباً 500؍افراد پر مشتمل ہے یہ لوگ زراعت اسی ندی کے پانی سے کرتے ہیں۔ اس کے نام کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ تالپور عہد میں بعض غداروں کی وجہ سے یہ قلعہ انگریزوں کے قبضے میں چلا گیا تو لوگوں نے اس کا نام ’’رن کوٹ‘‘ رکھ دیا۔ سندھی زبان میں ’’رن کوٹ‘‘ اس عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر قتل کر دیا گیا ہو۔

...❁...❁...❁...

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 12 جنوری 2012ء میں مکرم سیّد اقتدار احمد اسد صاحب کا کلام بعنوان ’’محبتوں کا سلام کہنا‘‘ شائع ہوا ہے۔ اس میں سے انتخاب پیش ہے:

دیارِ مغرب کو جانے والو دیارِ مشرق کے باسیوں کا
کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا
یہ ان سے کہنا کہ اے مسافر مری رگِ جاں کے پاس ہے تُو
وہ فاصلے جو کہ بڑھ گئے تھے وہ قربتیں ہیں مدام کہنا
اے میرے سورج تری ضیا سے تمام مغرب چمک رہا ہے
تمام مشرق دمک رہا ہے یہ سلسلہ ہو دوام کہنا
میرے غریب الوطن مسافر کہ ہم تو تم سے غریب تر ہیں
ہمارا سورج تو کھو گیا ہے یہ سلسلہ ہو تمام کہنا
مرے مسیحا تری دعائیں مجھے تو سیراب کر رہی ہیں
تجھے ملا بارگاہ میں اس کی سدا بڑھے وہ مقام کہنا
اے میرے آقا یہ میرے نغمے ترے لئے بس ترے لئے ہیں
مری سُروں کے تمام دھارے ترے لئے ہیں مدام کہنا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

September 01, 2017 – September 07, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday September 01, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Al-Hajj verses 1-38. Part 17.
00:35	Dars-e-Tehreerat
00:55	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 73.
01:20	Convocation Jamia Germany: Recorded on April 22, 2017.
02:25	In His Own Words
02:55	Spanish Service
03:30	Pushto Muzakarah
04:10	Quran Class: In depth explanation of Quranic verses by Khalifatul Masih IV. Class No.123, Recorded on April 9, 1996.
05:25	Pakistan In Perspective
06:00	Tilawat: Surah Al-Hajj, verses 39-79.
06:15	Dars-e-Hadith: the Holy Prophet (saw) habit of greeting all people amicably.
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 74.
07:00	Beacon Of Truth: Rec. December 4, 2016.
08:00	Servants of Allah
08:55	Huzoor's Visit To Roehampton University: Recorded on April 16, 2007.
10:00	In His Own Words
10:30	Hajj-e-Baitullah: explaining the rituals of Hajj.
10:55	Deeni-O-Fiqahi Masail
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00	Live Friday Sermon
12:50	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30	Tilawat [R]
13:50	Seerat-un-Nabi
14:30	Shotter Shondhane: Recorded on June 1, 2014.
15:30	Servants of Allah [R]
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	World News
18:30	Beacon Of Truth [R]
19:30	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
20:00	Huzoor's Visit To Roehampton University [R]
21:10	The Life Of Holy Prophet Muhammad (saw)
21:30	Servants of Allah [R]
22:30	Friday Sermon [R]

Saturday September 02, 2017

00:00	World News
00:30	Tilawat
00:45	The Significance Of Flags
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Huzoor's Visit To Roehampton University
02:35	In His Own Words
03:10	Beacon Of Truth
04:00	Friday Sermon
05:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith: selected sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw).
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 47.
07:00	Faith Matters: Programme no. 148.
08:00	International Jama'at News
08:55	Wonders Of Hajj: A children's programme explaining the rituals of Hajj.
09:15	Eid Qurban
09:30	Live Eid-ul-Adha Sermon
10:30	Islami Mahino Ka Ta'aruf
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:05	Bangla Shomprochar
15:15	Chef's Corner
16:00	Eid-ul-Adha Sermon [R]
17:00	Wonders Of Hajj [R]
17:15	Eid Qurban [R]
17:30	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:30	Jalsa Salana Germany: Repeat of live proceedings of Day 1 Jalsa Salana Germany. Recorded on August 25, 2017.
19:45	Jalsa Salana Germany: Repeat of Flag hoisting ceremony on Jalsa Salana Germany Day 1. Recorded on August 25, 2017.
20:00	Friday Sermon: Recorded on August 25, 2017.
21:00	Jalsa Salana Germany: Repeat of Live Proceedings from Jalsa Salana Germany Day 1. Recorded on August 25, 2017.

Sunday September 03, 2017

02:30	In His Own Words
03:00	Eid-ul-Adha Sermon
04:05	Friday Sermon
05:15	Eid Qurban
05:30	Chef's Corner
05:40	Magic Show
06:00	Tilawat
06:20	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 74.
07:00	Roots To Branches
07:45	Jalsa Salana Germany: Repeat of live proceedings of session 1 ,Day 2. Recorded on August 26, 2017.
10:30	Jalsa Salana Germany: Repeat of day 2 proceedings, including an address delivered by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be His Helper) from the Ladies Jalsa Gah.
12:30	Jalsa Salana Germany: Repeat of live proceedings of session 2, Day 2.
14:30	Jalsa Salana Germany: An address delivered by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be His helper) to German guests. Rec. August 26, 2017.
15:30	Jalsa Salana Germany [R]
17:45	Jalsa Salana Germany [R]
19:35	World News
19:55	Jalsa Salana Germany [R]
22:40	Jalsa Salana Germany: Day 2 address delivered by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be His Helper) from the Ladies Jalsa Gah.

Monday September 04, 2017

00:40	Jalsa Salana Germany
02:40	Jalsa Salana Germany: An address delivered by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be His helper) to German guests.
02:40	Jalsa Salana Germany
06:00	Tilawat: Surah An-Noor, verses 22-53.
06:15	Dars-e-Hadith: the importance of prayer.
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 47.
06:55	French Mulaqat: A question and answer session with Khalifatul-Masih IV (ra) and French speaking friends. Session no. 16, recorded on December 23, 1997.
08:00	Jalsa Salana Speeches
08:35	Jalsa Salana USA Concluding Address: Recorded on June 22, 2008.
10:05	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: An Urdu discussion on the life and character of the Promised Messiah (as).
10:25	Kids Time: Programme no. 26.
11:00	Friday Sermon: Recorded on March 24, 2017.
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
12:55	Friday Sermon: Recorded on September 30 2011 from Norway.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Jalsa Salana USA Concluding Address [R]
16:50	In His Own Words
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Somali Service
18:50	Jalsa Salana Speeches [R]
19:25	Kids Time [R]
19:55	Jalsa Salana USA Concluding Address [R]
21:25	Servants Of Allah
22:30	French Mulaqat [R]
23:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]

Tuesday September 05, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:45	Al-Tarteel
01:15	Jalsa Salana USA Concluding Address
02:45	In His Own Words
03:15	Servants of Allah
04:20	French Mulaqat
05:25	Jalsa Salana Speeches
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Tehreerat
06:25	Yassarnal Quran: Lesson no. 1.
06:55	Liqa Ma'al Arab: A regular sitting of Arabic speaking guests with Khalifatul-Masih IV (ra). Session no. 153, recorded on April 25, 1996.
08:10	Story Time: Part 28.
08:25	InfoMate
09:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on November 16, 2014.
10:00	In His Own Words
10:30	Prophecies In The Bible
11:05	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
12:20	Dars-e-Tehreerat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 4, 2017.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
16:05	In His Own Words [R]
16:40	Prophecies In The Bible
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Story Time [R]
18:40	InfoMate [R]
19:10	Prophecies In The Bible [R]
19:45	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
20:45	In His Own Words [R]
21:15	An Introduction To Ahmadiyyat
22:30	Liqa Ma'al Arab [R]
23:35	Philosophy Of Teaching Of Islam

Wednesday September 06, 2017

00:00	World News
00:15	Tilawat
00:30	Dars-e-Tehreerat
00:40	Yassarnal Qur'an
01:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat
02:00	In His Own Words
02:30	Prophecies In The Bible
03:00	InfoMate
03:35	Liqa Ma'al Arab
04:50	An Introduction To Ahmadiyyat
06:00	Tilawat: Surah Al-Furqaan, verses 22-77.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 47.
07:00	Urdu Question And Answer Session: Recorded on May 20, 1995.
08:00	Seerat Sahabiyat
09:00	Jalsa Salana Canada Concluding Address: Rec. October 09, 2016.
10:05	A Brief History Of Denmark
10:25	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Rec. September 01, 2017.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Jalsa Salana Canada Concluding Address [R]
16:05	In His Own Words [R]
16:35	Ghazwat-e-Nabi
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:30	Renaissance
19:05	Hajj Aur Us Kay Masa'il
19:25	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
20:00	Jalsa Salana Canada Concluding Address [R]
21:05	In His Own Words [R]
21:35	Ghazwat-e-Nabi [R]
22:30	Urdu Question And Answer Session [R]
23:30	A Visit To Sawat Valley

Thursday September 07, 2017

00:00	World News
00:30	Tilawat
00:45	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Al-Tarteel
01:30	Jalsa Salana Canada Concluding Address
02:30	In His Own Words
03:00	Seerat Sahabiyat
04:00	Urdu Question And Answer Session
05:15	Ghazwat-e-Nabi
06:05	Tilawat: Surah Hood, verses 42-84.
06:20	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 67.
07:00	Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses 30-45 of Surah Al-Anfaal by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu and Arabic. Class no. 99. Recorded on November 29, 1995.
08:05	Shama'il-e-Nabwi
08:35	Roots To Branches
09:00	Calgary Peace Symposium: Recorded on November 11, 2016 in Calgary, Canada.
10:10	In His Own Words
10:45	Pakistan In Perspective
11:25	Japanese Service
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Tehreerat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 4, 2017.
14:05	Beacon Of Truth: Rec. November 13, 2016.
15:00	Calgary Peace Symposium [R]
16:05	In His Own Words
16:40	Persian Service
17:05	Roots To Branches [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:25	Faith Matters: Programme no. 150.
19:30	Shama'il-e-Nabwi [R]
20:00	Friday Sermon [R]
21:05	In His Own Words
21:40	Pakistan In Perspective
22:30	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:35	Roots To Branches

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org
Vol 24 Friday 01 September 2017 Issue No. 35

عوامی جمہوریہ کونگو کی صوبائی اسمبلی آف ساؤتھ کیوو (South Kivu) میں پیس سمپوزیم کا انعقاد

(رپورٹ: حافظ مزمل شاہد۔مربی سلسلہ)

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے جماعت احمدیہ عوامی جمہوریہ کونگو کے تحت کونگو کے مشرقی صوبے SOUTH KIVU ساؤتھ کیوو کی صوبائی اسمبلی میں مورخہ 10 مئی 2017ء و اسمبلی کے اسپیشل اجلاس میں پیس سیمپوزیم کے نام سے تاریخ ساز اجلاس منعقد کرنے کی توفیق عطا

ہوئی۔الحمد اللہ علیٰ ذلک۔

صوبہ ساؤتھ کیوو (South Kivu)

عوامی جمہوریہ کونگو کے مشرقی علاقے کے ایک اہم صوبے ساؤتھ کیوو کا رقبہ 65070 مربع کلومیٹرز ہے ۔ اس صوبے کی سرحد روانڈا ، برونڈی اور تنزانیہ سے لگتی ہے۔سرحدی صوبہ ہونے وجہ سے اس کی اہمیت بہت ہے۔قدرتی وسائل سے مالا مال یہ علاقہ زراعت کے لئے بھی مشہور ہے ۔اس صوبے کے 36 ممبران صوبائی اسمبلی ہیں جبکہ دس صوبائی وزراء ہیں۔صوبائی دارالحکومت BUKAVU شہر ہے ۔اس شہر میں صوبائی اسمبلی، گورنر ہاؤس، ہائی کورٹ اور دیگر صوبائی دفاتر قائم ہیں۔

صوبہ ساؤتھ کیوو میں جماعت احمدیہ کا قیام

کیوو کے علاقے میں جماعت کا پیغام تو بہت پہلے پہنچ گیا تھا لیکن کسی مبلغ کا دورہ نہیں ہوا اور نہ ہی جماعت قائم ہوسکی۔ اگست 2014 میں مکرم چوہدری نعیم احمد باجوہ صاحب امیر و مبلغ انچارج کونگو نے ایک مقامی معلم اسماعیل Kaiko صاحب کو اس علاقے میں جماعت کے قیام کے لئے دورہ پر بھیجا ۔جمعہ 21 نومبر 2014ء کا تاریخی دن تھا جب پہلی بار جماعت کے ایک مبلغ اور امیر جماعت مکرم نعیم احمد باجوہ صاحب اس علاقے کے دورے پر BUKAVU آئے۔آپ نے مختلف اتھارٹیز سے ملاقاتیں کیں، مقامی احمدیوں سے ملے جو اس وقت تک چند ایک ہی تھے۔معلم صاحب کو ارد گرد کے علاقے میں پیغام پہنچانے کی ہدایت دی ۔مکرم امیر صاحب کے دورے کے بعد جماعت کی ترقی کے نئے راستے کھلے۔ اکتوبر 2015ء میں اس علاقے میں پہلے صوبائی مرکزی مبلغ مکرم شاہد محمود خان صاحب کو بھجوایا گیا۔ جولائی 2016ء سے عاجز کو اس علاقے میں بطور صوبائی مبلغ خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

صوبائی اسمبلی میں پِیس سمپوزیم کا انعقاد

مکرم امیر صاحب کونگو کی زیر ہدایت آپ کے حالیہ دورے کے موقع پر پِیس سمپوزیم کے انعقاد کا پروگرام بنا۔صوبائی اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر آنریبل Ngongo Lusana سے جو مکرم امیر صاحب کے 2014 کے دورے کے موقع پر جماعت سے رابطے میں آئے تھے، بات کی گئی کہ اس طرح جماعت احمدیہ ممبران اسمبلی تک امن اور محبت کا پیغام پہنچانا چاہتی ہے۔چنانچہ انہوں نے اسپیکر اسمبلی اور دیگر انتظامیہ سے بات کر کے ذاتی دلچسپی کے ساتھ اس پروگرام کے انعقاد میں حصہ لیا۔ ہمارے لئے اس طرح کا پہلا موقع تھا اس لئے اسمبلی اور معزز ممبران اسمبلی کے پروٹوکول کا مکمل اندازہ نہیں تھا چنانچہ آنریبل ڈپٹی اسپیکر صاحب نے سارے انتظامات کروانے میں ہماری بہت مدد کی۔ پروگرام کے دعوت نامے خود تیار کروائے جو مکرم امیر صاحب سے منظوری کے بعد تقسیم کئے گئے ۔یہ دعوت نامے اسمبلی کی انتظامیہ نے خود تقسیم کروائے ۔ دعوت نامے میں تحریر تھا کہ یہ اجلاس جماعت احمدیہ مسلمہ کے تعاون سے منعقد ہو رہا ہے جس میں اسلام کی پُرامن تعلیم، اخوت اور بھائی چارے کے متعلق لیکچر دیا جائے گا۔

جماعت احمدیہ مسلمہ کے لئے صوبائی اسمبلی کے غیر معمولی اجلاس کا انعقاد

مورخہ 10 مئی 2017ء کو اسمبلی کا غیر معمولی اجلاس طلب کیا گیا۔اس اجلاس کے طلب کرنے کی وجوہات دعوت نامے میں درج تھیں کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ممبران اسمبلی کو اسلام کا پُرامن پیغام دیا جائے گا۔اس اجلاس میں تمام ممبران کی شمولیت بہت اہم ہے۔ 10 مئی 2017ء کو جس دن پِیس سمپوزیم منعقد ہوا اس دن اسمبلی کی کوئی اور کارروائی نہیں ہوئی ۔اسمبلی کا یہ غیر معمولی اجلاس صرف جماعت احمدیہ کا پیغام اور خلافت کے ادنیٰ خادموں کو سننے کے لئے منعقد کیا گیا تھا۔

جماعتی وفد کی صوبائی اسمبلی میں آمد

صبح دس بج کر آٹھ منٹ پر امیر صاحب کونگو مکرم چوہدری نعیم احمد باجوہ صاحب کی قیادت میں جماعت کا وفد اسمبلی ہال پہنچا۔جماعتی وفد میں مندرجہ ذیل افراد شامل تھے 1۔مکرم چوہدری نعیم احمد باجوہ صاحب، 2۔ (خاکسار) حافظ مزمل شاہد، 3۔مکرم عابدی موسیٰ صاحب صدر جماعت BUKAVU، 4۔مکرم اسماعیل Kaiko صاحب لوکل معلم، 5۔مکرم رمضان فردوس صاحب احمدی خادم، 6۔مکرمہ ملیحہ احمد صاحبہ اہلیہ حافظ مزمل شاہد۔

اسمبلی کی عمارت میں پہنچنے پر جماعتی وفد کا پورے پروٹوکول کے ساتھ استقبال کیا گیا اور تھوڑی دیر کے لئے دفتر میں بٹھایا گیا ۔معزز ممبران اسمبلی دفتر میں آ کر مکرم امیر صاحب سے ملاقات کرتے رہے۔

اجلاس کی کارروائی

دس بج کر چالیس منٹ پر جماعتی وفد کو اسمبلی ہال میں بلایا گیا جب تمام ممبران ہال میں تشریف لے آئے تو آنریبل Lubutu Donaka صاحب مکرم امیر صاحب کو ساتھ لے کر اسمبلی ہال میں آئے۔ باقاعدہ اجلاس شروع ہونے سے پہلے تمام ممبران نے کھڑے ہو کر قومی ترانہ پڑھا۔اسمبلی کے موڈریٹر صاحب نے ہال کو بتایا کہ اسمبلی کا یہ غیر معمولی اجلاس ہے جو جماعت احمدیہ مسلمہ کے لئے منعقد کیا جا رہا ہے، اس اجلاس میں آپ کو خوش آمدید کہا جاتا ہے۔آنریبل اسپیکر اسمبلی کے نمائندہ کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے استقبالیہ خطاب سے اس اجلاس کی کارروائی شروع کروائیں۔

صدر مجلس کا استقبالیہ خطاب

ممبر اسمبلی آنریبل Donaka Lubutu صاحب نے اسپیکر اسمبلی (جن کو ایک ضروری میٹنگ میں کنشاسا جانا پڑا تھا اور خود اجلاس میں موجود نہیں تھے) کی نمائندگی کرتے ہوئے استقبالیہ ایڈریس پیش کر کے اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی کا آغاز کیا۔آپ نے کہا :

”معزز ممبران اسمبلی کے لئے آج کا یہ اجلاس جماعت احمدیہ مسلمہ کے تعاون سے منعقد کیا جا رہا ہے۔یہ سمپوزیم امن کے موضوع پر ہے ۔آج امن کی ضرورت کہیں زیادہ ہے ۔ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے بعض ممالک بعض اسلامی ممالک کے رہنے والوں پر ویزے کی پابندیاں لگا رہے ہیں۔بعض ممالک میں اسلام کے نام پر فساد کیا جا رہا ہے۔ہمارے لئے ضروری ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم حاصل کیا جائے ۔آج جماعت احمدیہ اسلام کے نام پر ہونے والی ہر قسم کی دہشت گردی کو رد کر رہی ہے اور امن کا پیغام دنیا کو دے رہی ہے ۔ہم جماعت احمدیہ مسلمہ کے شکر گزار ہیں کہ اس نے اس پِیس سمپوزیم کا انعقاد کیا۔آپ سب توجہ سے جماعت کے پیغام کو سنیں“

صدر مجلس کے استقبالیہ کلمات کے بعد جماعت کو اجازت دی گئی کہ پروگرام کا آغاز کرے۔ چنانچہ سب سے پہلے تلاوت قرآن مجید کی گئی جو خاکسار (حافظ مزمل شاہد) نے کی۔اس کا سواحیلی ترجمہ مکرم اسماعیل Kaiko صاحب لوکل معلم نے پیش کیا۔تلاوت کے بعد آدھ گھنٹے کی ڈاکومنٹری ممبران اسمبلی کو دکھائی گئی۔اس دستاویزی فلم میں آنحضور ﷺ کی بعثت، نزول قرآن مجید، امت مسلمہ میں فساد کی خبر، آمد حضرت مسیح موعودؑ، خلافت احمدیہ، تمام خلفا کرام کا تعارف، جماعت احمدیہ کی قیام امن کے لئے مساعی، کونگو میں جماعت کی ترقی اور سرگرمیاں، کونگو سے معززین کی جلسہ سالانہ UK میں شرکت اور جلسہ میں ان کے خطابات دکھائے گئے۔

پھر معلم اسماعیل صاحب نے مکرم امیر جماعت کونگو کا مختصر تعارف ممبران اسمبلی کو کروایا ۔ اس کے بعد چوہدری نعیم احمد باجوہ صاحب امیر و مبلغ انچارج کونگو کو دعوت دی گئی کہ وہ ممبران اسمبلی سے خطاب کریں۔

مکرم امیر جماعت کونگو کا خطاب

مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں اسلام کی خوبصورت تعلیم پر روشنی ڈالتے ہوئے دنیا میں قیام امن کے لئے قرآن مجید کی طرف سے دیئے گئے حل پیش کئے۔ آپ نے سچی گواہی، انصاف، امانتوں کے حقوق ادا کرنے، حبّ الوطنی، مساوات، مکمل مذہبی آزادی ، حرمت خون کے موضوعات حوالہ جات کے ساتھ پیش کئے۔آپ نے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیس سمپوزیم لندن 2017ء کے خطاب میں سے بھی بعض اقتباسات پیش کئے جن میں حضور انور نے توجہ دلائی ہے کہ آج ہمیں دیواریں کھڑی کرنے کے بجائے جو ہمیں ایک دوسرے سے دور کردیں پُل تعمیر کرنے چاہئیں جو ہمیں ایک دوسرے سے ملا دیں۔مکرم امیر صاحب کی تقریر 45 منٹ جاری رہی۔تقریر کے اختتام پر تمام ممبران اسمبلی نے اپنے رواج کے مطابق کافی دیر تالیاں بجا کر داد دی۔

وقفہ سوالات

مکرم امیر صاحب کی تقریر کے بعد سوال و جواب کا سیشن شروع ہوا۔معزز ممبران اسمبلی نے اسلام میں جہاد، اسلام کے نام پر ہونے والی دہشتگردی، تعدد ازدواج، مسلمان عورتیں مردوں سے ہاتھ کیوں نہیں ملاتیں، قرآن مجید اور بائبل میں فرق، جماعت احمدیہ کا دوسرے مسلمان فرقوں کے اختلاف وغیرہ کے سوالات کئے۔مکرم امیر صاحب نے تفصیل سے ان سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں